مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق پالم پور سے ۲۰ اگست کی ڈاکٹری اطلاع جو ۲۲ کو موصول ہوئی۔ مظہر ہے۔ کہ حضور کو ابھی تک کھانسی اور بواسیر کی شکایت ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لیے دُعا فرمائیں۔ توقع کی جاتی ہے۔ کہ حضور ستمبر کے آغاز میں رونق افروز قادیان ہونگے۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

حضرت ام المومنین رض کی طبیعت قدرے ناساز ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب ناظر امور خارجہ نینی تال ڈیرہ دون اور شملہ ہوتے ہوئے ۲۲ اگست کو واپس تشریف لائے۔

۲۱ اگست ۹ بجکر ۵۴ منٹ پر سورج گرہن ہوا۔ جو قریباً تین گھنٹہ تک رہا۔ مسجد اقصیٰ میں جناب مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کی امامت میں نماز کسوف ادا ہوئی۔ اور دعا کی گئی۔ صدقات بھی دیئے گئے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مومن کی ہمدردی کا میدان بہت وسیع ہونا چاہیئے

"سورۂ فاتحہ میں اللہ تعالےٰ نے سب سے پہلی صفت رَبّ العٰلَمِیْن بیان کی ہے۔ جس میں تمام مخلوقات شامل ہے۔ اسی طرح پر ایک مومن کی ہمدردی کا میدان سب سے پہلے اتنا وسیع ہونا چاہیئے۔ کہ تمام چرند۔ پرند۔ اور کل مخلوق اس میں آجائے۔ پھر دوسری صفت رحمٰن کی بیان کی ہے۔ جس سے یہ سبق ملتا ہے۔ کہ تمام جاندار مخلوق سے ہمدردی خصوصاً کرنی چاہیئے۔ اور پھر رحیم میں اپنی نوع سے ہمدردی کا سبق ہے۔ غرض اس سورۂ فاتحہ میں جو اللہ تعالےٰ کی صفات بیان کی گئی ہیں۔ یہ گویا خدا تعالےٰ کے اخلاق ہیں۔ جن سے بندہ کو حصہ لینا چاہیئے۔ اور وہ یہی ہے۔ کہ اگر ایک شخص عمدہ حالت میں ہے۔ تو اس کو اپنی نوع کے ساتھ ہر قسم کی ممکن ہمدردی سے پیش آنا چاہیئے۔ اگر دوسرا شخص جو اس کا رشتہ دار ہے۔ یا عزیز ہے خواہ کوئی ہے۔ اس سے بیزاری نہ ظاہر کی جائے۔ اور اجنبی کی طرح اس سے پیش نہ آئیں۔ بلکہ ان حقوق کی پروا کریں۔ جو اس کے تم پر ہیں۔ اس کو ایک شخص کے ساتھ قرابت ہے۔ اور اس کا کوئی حق ہے۔ تو اس کو پورا کرنا چاہیئے۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہاں تک اپنے اخلاق دکھائے ہیں۔ کہ بعض وقت ایک بیٹے کے لحاظ سے جو سچا مسلمان ہے۔ منافق کا جنازہ پڑھ دیا ہے۔ بلکہ اپنا مبارک کرتہ بھی دیدیا ہے۔ اخلاق کا درست کرنا بڑا مشکل کام ہے۔ جب تک انسان اپنا مطالعہ نہ کرتا رہے یہ اصلاح نہیں ہوتی۔ زبان کی بد اخلاقیاں دشمنی ڈال دیتی ہیں۔ اس لیے اپنی زبان کو ہمیشہ قابو میں رکھنا چاہیئے"۔ (الحکم ۲۴ اگست سنہ ۱۹۰۲ء)

تبلیغی رپورٹ

الجماعۃ الاحمدیۃ فی البلاد العربیۃ

نومبائعین

گزشتہ رپورٹ کے بعد آج تک پانچ اصحاب داخلِ سلسلہ ہو چکے ہیں۔ (۱) محمود مراد آفندی فہمی۔ (۲) محمد آفندی محمد سلامہ (۳) السید محمد عبدالرحمٰن آفندی احمد (۴) السید محمد سلیمان افندی (۵) محمد مصلح آفندی علیان۔ یہ پانچوں نوجوان قاہرہ کے باشندے اور تعلیم یافتہ ہیں۔ ایک دوست ملازم ہیں۔ دُعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ان سب کو مزید اخلاص۔ اور استقامت عطا فرمائے۔ آمین :۔

عام تبلیغی حالات

اللہ تعالےٰ کے فضل سے گزشتہ ایام تبلیغ کے لحاظ سے خوشکن رہے ہیں۔ ۲۰/۲۵ اشخاص دار التبلیغ میں آئے۔ متعدد اصحاب کے ہاں جاکر تبلیغ کا موقعہ ملا۔ جماعت کے اجلاس باقاعدہ ہوتے رہے۔ قاہرہ کے دوستوں نے گزشتہ دنوں خاص جوش سے تبلیغ میں حصہ لیا۔ تحریری۔ اور تقریری ہر طور پر تبلیغ ہوئی۔ اسی عرصہ میں مجھے یروشلم جانے کا اتفاق ہؤا۔ اس موقعہ سے بھی خاطر خواہ فائدہ اٹھایا گیا۔ ٹریکٹوں کی اشاعت اور بعض اشخاص سے ملاقات کے ذریعہ پیغامِ حق پہنچایا گیا۔ حیفا سے السید رشدی آفندی البسطی دمشق گئے۔ راستہ میں اور وہاں بھی رسالہ جات تقسیم کئے۔ اور زبانی بھی لوگوں کو تبلیغ کی۔ اللہ تعالےٰ ان مساعی کو بارآور کرے اور مزید توفیق بخشے۔ آمین :۔

ایک مباحثہ

ایک شیخ عبدالرؤف نامی سے پانچ مضامین پر مناظرات قرار پائے ہیں۔ پہلا مناظرہ جہاد کی حقیقت کے موضوع پر تھا۔ جو کامیابی سے ہو چکا ہے۔ شیخ موصوف نے آیات قرآنی کی طرف بالکل توجہ نہ کی۔ صرف یہ کہتا رہا۔ کہ فلاں عالم نے کہا۔ کہ جہاد فریضہ ہے اور اس پر علما کا اجماع ہے۔ میں نے کہا۔ کہ جہاد اپنی ہر سہ اقسام کے ساتھ فرض ہے۔ جہاد بالسیف بھی بے شک فرض ہے مگر مشروط۔ جیسا حج فرض ہے۔ زکوٰۃ فرض ہے۔ زکوٰۃ کی شروط پائے جانے پر زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہے۔ حج کے شروط متحقق ہونے پر حج فرض ہے۔ اسی طرح جہاد بالسیف کی شروط پوری ہونے پر جہاد بالسیف کرنا فرض ہے۔ سوال شروط کا ہے۔ میں نے شروط کے لئے قرآن مجید کی آٹھ آیتیں پیش کیں۔ جن کا وہ کوئی جواب نہ دے سکا۔ اس کے ایک ساتھی نے اس سے کہا۔ کہ آپ پہلے کتاب لے کر آئیں۔ تب ان سے بحث کریں۔ ابھی مناظرہ کا وقت باقی تھا۔ کہ اس کے ساتھی چلے گئے۔ دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ باقی مناظرات میں بھی غیر معمولی کامیابی عطا فرمائے۔ اور ان کو لوگوں کی ہدایت کا موجب بنائے :۔

ایک تبلیغی دورہ

ہمارے مخلص دوست الشیخ صالح الکبابیری۔ اور الشیخ عبدالرحمٰن البرجاوی ایک ہفتہ کے لئے بعض دیہات میں تبلیغ کے لئے گئے۔ پانچ گاؤں کا دورہ کیا۔ (۱) ام الشوف۔ (۲) زلفی (۳) عارہ (۴) الجیبہ (۵) صبارین۔ ہر گاؤں میں لوگوں کو احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا۔ بعض مولویوں سے مناظرانہ رنگ میں گفتگو بھی ہوئی۔ ایک بڑے پیر صاحب کو احمدیت کی دعوت دی گئی۔ انہوں نے جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات کا بہت اچھے پیرایہ میں ذکر کیا۔ بہر حال بیج بویا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کے مفید ثمرات پیدا فرمائے :۔

ایک عربی ٹریکٹ

عرصہ زیر رپورٹ میں ایک عربی ٹریکٹ بعنوان "عشرون سوالاً نوجھہا الی المبشرین المسیحیین" دو ہزار کی تعداد میں چھپوایا گیا۔ جو تقسیم کیا جا رہا ہے :۔

ایک عبرانی اشتہار

فلسطین میں یہود کی ایک خاصی تعداد ہے۔ اس لئے ان کو ان کی زبان عبرانی میں دعوتِ اسلام دینے کے لئے گزشتہ دنوں میں نے ایک اشتہار "بنی اسرائیل کے لئے ایک بشارت" کے عنوان سے تین ہزار چھپوا کر شائع کیا ہے۔ غالباً سلسلۂ احمدیہ کی تاریخ میں یہ پہلا موقعہ ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے یہود کو عبرانی زبان میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی۔ میں ذیل میں اس مختصر اشتہار کا ترجمہ کر دیتا ہوں :۔

بنو اسرائیل کے لئے بشارت

"قریباً تین ہزار برس گزرے۔ جب خدائے بزرگ و برتر نے اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام سے مخاطب ہو کر مندرجہ ذیل پیشگوئی بیان فرمائی تھی۔ "خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا تم اس کی طرف کان دھریو۔ اس سب کی مانند جو تو نے خداوند اپنے خدا سے حورب میں مجمع کے دن مانگا۔ اور کہا۔ کہ ایسا نہ ہو۔ کہ میں خداوند اپنے خدا کی آواز پھر سنوں۔ اور ایسی شدت کی آگ میں پھر دیکھوں۔ تاکہ میں مر نہ جاؤں۔ اور خداوند نے مجھے کہا۔ کہ انہوں نے جو کچھ کہا۔ سو اچھا کہا۔ میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا۔ اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا۔ اور جو کچھ میں اسے فرماؤں گا۔ وہ سب ان سے کہے گا۔ اور ایسا ہوگا۔ کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لے کے کہیگا۔ نہ سُنیگا۔ تو میں اس کا حساب اس سے لونگا۔ لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے۔ کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اسے حکم نہیں دیا۔ یا معبودوں کے نام سے کہے۔ تو وہ نبی قتل کیا جائے"۔ (استثنار باب ۱۸)

برادران بنی اسرائیل! کیا خدائے زندہ کا کلام غلط یا جھوٹ تھا؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ خدائے حی و قیوم کا کلام برحق ہے۔ چنانچہ یہ موعود نبی دُنیا میں آچکا۔ اور وہ مثیل موسےٰ تھا۔ خبردار! وہ ہمارے آقا و سید حضرت محمد بن عبداللہ علیہ السلام ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے اسی لئے بھیجے گئے۔ کہ تا ظلمت اور نجاست میں غرق دُنیا کو خدائے قدوس کی طرف لوٹائیں۔ جیسا کہ بنی اسرائیل کی اس وقت حالت تھی جبکہ اللہ تعالےٰ نے ان کی طرف موسےٰ علیہ السلام کو بھیجا تھا۔ اسی غایت کے ماتحت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آئے تھے۔ اور آپ بنی اسرائیل کے بھائیوں (بنو اسمٰعیل) میں سے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اپنا کلام آپ کے منہ میں ڈالا۔ آپ ایسا سچا اور برحق قانون اور شریعت لے کر آئے جو دُنیا کی تمام ضروریات پر حاوی ہے۔ اور اگر آپ جھوٹے ہوتے۔ جیسا کہ آپ کے دشمن کہتے ہیں۔ تو آپ اس پیشگوئی کے مطابق قتل ہو جاتے۔ جو خدا نے موسیٰ کی معرفت بتلائی تھی۔ اور آپ کی شریعت اور آپکا دین اتنی جلدی کروڑوں لوگوں میں نہ پھیلتا۔ پس بنا بریں ہم باواز بلند کہتے ہیں۔ کہ ہمارے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سچے نبی ہیں۔ اور میں آپ لوگوں کو ان پر ایمان لانے کے لئے بلاتا ہوں۔ تاکہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کے سامنے آپ سے بازپرس نہ ہو۔

المبشر الاسلامی ابو العطاء الجالندھری الاحمدی"

درخواست دعا

بالآخر میں بزرگانِ سلسلہ سے دُعا کی درخواست کرتا ہوں۔ تا اللہ تعالےٰ میرے گناہوں پر ستاری فرما کر اور کمزوریوں کی پردہ پوشی فرما کر اخلاص سے خدمتِ دین کی توفیق بخشے۔ اور اپنے حضور قبول فرمائے :۔

خاکسار خادم اللہ دتا جالندھری۔ از حیفا۔ فلسطین۔

۱۰ اگست ۱۹۳۳ء

درخواستِ دُعاء

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ العزیز کے مشورہ کے ماتحت میں اپنے لڑکے عزیز مظفر احمد کو جس نے اسی سال بی۔اے کا امتحان پاس کیا ہے۔ مقابلہ کے امتحان کی شرکت اور قانون کی تعلیم کی غرض سے ولایت بھجوا رہا ہوں۔ انشاء اللہ تعالےٰ وہ پی اینڈ او کمپنی کے چترال نامی جہاز میں ۲۔ستمبر کو بمبئی سے روانہ ہوگا۔ احباب سے درخواست ہے۔ کہ جہاں وہ اس کی کامیابی اور بامراد واپسی کے لئے دُعا فرمائیں۔ وہاں یہ بھی دُعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ اسے ہر قسم کی کمزوریات سے محفوظ رکھتے ہوئے اپنی رضا کے راستوں پر چلنے کی توفیق دے۔ اور اس کے وجود کو اسلام اور احمدیت کے لئے مفید و بابرکت بنائے۔ آمین۔ خاکسار مرزا بشیر احمد۔ قادیان۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ مَعَ التَّسْلِیْم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَ النَّاصِرُ

سلسلہ کا عظیم الشان کام

جلسہ سالانہ کے اخراجات کیلئے تحریک

اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہمارا جلسہ سالانہ عید کی طرح بار بار آتا ہے۔ اور اس مبارک موقعہ پر ہر احمدی کے دل میں بہت سے جذبات کے ساتھ ایک جوش اُٹھتا ہے۔ کہ جس طرح بھی ممکن ہو۔ جلسہ سالانہ میں شامل ضرور ہوے۔ مَردوں پر ہی منحصر نہیں۔ عورتوں اور بچّوں کو بھی جلسہ کی خوشی ہوتی ہے۔ جب سے مستورات کا جلسہ باقاعدہ شروع ہُوا ہے۔ جلسہ پر باہر سے آنے والی مستورات کی تعداد مَردوں کی طرح ہر سال پہلے کی نسبت اور بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ پچھلے جلسہ سالانہ میں تو یہاں تک نوبت پُہنچی کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز تقریر فرمانے کے لئے مستورات کے جلسہ گاہ تشریف لائے۔ تو آپ نے دیکھا کہ مستورات کی تعداد جلسہ گاہ کی گنجائش سے بہت زیادہ ہے۔ کسی طرح بھی سب کی سب اس جگہ مل کر تقریر نہیں سن سکتی ہیں۔ اس پر آپ نے حکم دیا کہ قادیان کی مستورات ایثار کر کے اُٹھ جائیں۔ اور اپنی باہر سے آنے والی بہنوں کے لئے جگہ خالی کر دیں۔ چنانچہ قادیان کی مستورات تعمیل حکم میں باہر سے آنے والی بہنوں کی خاطر جلسہ گاہ سے اُٹھ آئیں اگر ایسا نہ کیا جاتا۔ تو اُس حد سے زیادہ بھیڑ میں تقریر بھی نہ ہو سکتی۔ یا بہت سی باہر کی آئی ہوئی مستورات حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تقریر سُننے سے محروم رہ جاتیں۔ ہر جلسہ میں شامل ہونے کے لئے مستورات کے اس طرح زیادہ سے زیادہ تعداد میں آنے کی وجہ سے بہت ممکن ہے۔ کہ عنقریب کوئی جگہ علیحدہ مخصوص کر کے مستورات کے جلسہ گاہ میں بھی گیلریاں بنائی جایا کریں۔ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے۔ کہ دینی کاموں میں ہماری مستورات ایسا جوش رکھتی ہیں۔ کہ کسی طرح مَردوں سے پیچھے نہیں رہنا چاہتیں۔ بلکہ بہت سی بیبیاں خدمت سلسلہ میں بہت سے مَردوں کیلئے اچھا نمونہ بنی ہوئی ہیں*

کسی نے کہا ہے۔ کہ ہمارا جلسہ سالانہ رستے کے میلوں کے پتھروں کی طرح ہے۔ کہ کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد ایک پتھر سامنے آجاتا ہے۔ جس کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کس قدر سفر طے ہو چکا ہے۔ اور کس قدر باقی ہے۔ اسی طرح سالانہ جلسہ پر جب ہم سب جمع ہو کر سُنتے ہیں کہ بحیثیت جماعت ہم نے اس سال کیا کیا کام کیئے ہیں۔ اور آئندہ سال ہمیں کیا کیا کام کرنے ہیں۔ تو ہمیں اپنے اُس سفر کا کچھ اندازہ ہو جاتا ہے۔ جو ہم جماعت احمدیہ میں ہو کر کر رہے ہیں۔ احمدیہ جماعت کا یہ سفر بہت لمبا سفر ہے۔ اور اس کو جلد طے کرنے کے لئے ضروری تھا۔ کہ ہر سال ایک جلسہ کیا جاتا۔ جس میں جماعت کے کثیر التعداد افراد جمع ہوں۔ اور مل کر اپنے کاموں کا محاسبہ کریں۔ اور آئندہ سال کا پروگرام پورا کرنے کے لئے تازہ جوش اور نئی رُوح اپنے اندر لیکر جائیں مجلس مشاورت میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز مختلف تجاویز پر مشورہ لیتے ہیں۔ جن میں بعض ایسی ہوتی ہیں۔ جن کا اثر آئندہ بڑے عرصہ تک جاری رہتا ہے۔ اور اصولی امور اور قواعد تو ایک طرح ہمیشہ کے لئے ہوتے ہیں۔ لیکن سالانہ تازگی و ترقی ایمان و یقین کے لئے جلسہ سالانہ کا انعقاد ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے دسمبر ۱۸۹۱ء اس جلسہ کی بنیاد جن الفاظ کے ساتھ رکھی ہے۔ وہ حسب ذیل ہیں۔ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام فرماتے ہیں:۔

”تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو۔ کہ بیعت کرنے کی غرض یہ ہے۔ کہ دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو۔ اور اپنے مولا کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے۔ اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے۔ جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے تا اگر خدا تعالیٰ چاہے۔ تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دُور ہو اور یقین پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جائے۔ سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہیئے۔ اور دُعا کرنا چاہیئے۔ کہ خدا تعالےٰ یہ توفیق بخشے اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیئے۔ کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پروا نہ رکھنا۔ ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی۔ اور چونکہ ہر ایک کے لئے بباعث ضعف فطرت یا کمی مقدرت یا بُعد مسافت یہ میسّر نہیں آسکتا۔ کہ وہ صحبت میں آکر رہے۔ یا چند دفعہ سال میں تکلیف اُٹھا کر ملاقات کے لئے آوے۔ کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں۔ کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے اوپر روا رکھ سکیں۔ لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے۔ کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کیئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالےٰ چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں

....

....

حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سُننے کے لئے اور دُعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے۔ اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سُنانے کا شغل رہے گا۔ جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دُعائیں اور خاص توجہ ہوگی۔ اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے۔ اور اپنے لئے قبول کرے۔ اور پاک تبدیلی ان میں بخشے۔

اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہونگے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے مُنہ دیکھ لینگے اور رُوشناسی ہو کر آپس میں رشتۂ تودّد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہیگا۔ اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائیگا اس جلسہ میں اسکے لئے دُعائے مغفرت کیجائیگی اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کیلئے اور انکی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کیلئے بدرگاہ حضرت عزّ و جلّ شانہٗ کوشش کیجائیگی۔ اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہونگے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے۔"

غرض ہمارا جلسہ سالانہ بیعت کی اس غرض کو پورا کرنے کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ کہ دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ اس غرض کے پورا کرنے کے لئے جلسہ سالانہ میں سب سے زیادہ خود حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ہی اپنی ذات مبارک سے کام کرتے ہیں۔ اوّل تو آپ تمام سال گذشتہ کے کاموں پر ریویو فرماتے ہیں۔ کہ خاص خاص کام کیا ہوئے ہیں۔ اور آئندہ سال کے لئے جماعت کو حالات موجودہ کے لحاظ سے کیا کیا کرنا چاہیئے؟ دوسرے آپ تمام جماعت کی تعلیم کے لئے حسب ضرورت ایک خاص علمی مضمون پر تقریر فرماتے ہیں۔ جس سے جماعت کے علم دین میں اضافہ ہوتا ہے۔ آپ کی تقریر سُنکر بہت سے فوائد روحانی سُننے والوں کو حاصل ہوتے ہیں۔ تیسرے آپ ہر جماعت بلکہ ہر فرد کو ملاقات کا شرف بخشتے ہیں۔ اور اس طرح لوگوں کی بہت سی ذاتی مشکلات سُنکر مفید مشورے بھی دیتے ہیں۔

چوتھے آپ جلسہ کے انتظام اور تقریروں کے مضامین مقرروں کے تقرر کے کام میں خاص طور پر نگرانی فرماتے ہیں۔ اور ہر بات میں عام فوائد کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ کہ آنے والے مہمان زیادہ سے زیادہ مستفیض ہو جائیں۔ پانچویں حضور جلسہ کے دنوں میں خاص طور پر دعائیں فرماتے ہیں۔ جلسہ کا افتتاح ہی دعا کے ساتھ ہوتا ہے۔ جو حضور سب مہمانوں کے ساتھ جلسہ کے پہلے اجتماع میں کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان ایّام میں حضور کا ہر وقت دُعا میں گذرتا ہے۔ اور اپنی ہر تقریر کے شروع میں دُعا فرماتے ہیں۔ اور جلسہ کے اختتام پر ایک خاص دعا تمام حاضرین کے ساتھ فرماتے ہیں۔ جس کا روحانی اثر روحانی ترقی کی صورت میں احباب اپنے ساتھ لیجاتے ہیں۔ اور بہت دنوں تک اس کا احساس قائم رہتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو غرض انعقاد جلسہ سالانہ سے تھی۔ وہ سب سے زیادہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ہی پوری فرماتے ہیں۔

اس کے بعد سلسلہ کے چوٹی کے مبلّغ و مقرر تقریریں کرتے ہیں۔ اور اپنی تحقیقاتیں تمام حاضرین کے سامنے پیش کر کے انہیں علمی اور روحانی لحاظ سے فائدہ پہنچاتے ہیں۔

پھر نئے آنے والے دوست ہزاروں پُرانے احمدیوں کو دیکھ کر متاثر اور اُن کی صحبت کے پاک اثر سے مستفید ہوتے ہیں۔ اور مخلصین قدیم سے تعارف اور رشتہ اخوت کو پختہ کر کے محبت کو بڑھاتے ہیں۔ اور پُرانے دوست نئے بھائیوں میں جماعت کی ترقی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے نئے سے نئے نشانات دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ اور نئے دوستوں کی رُوح کو تازہ اور ایمان کو زندہ کرنے والی پُرانی باتیں سُناتے ہیں۔ اور ساتھ ہی اپنے نیک نمونے سے ہزاروں خاموش سبق پڑھا دیتے ہیں۔ یہ اس قسم کی ناقابل شمار باتیں ہیں۔ جن کی خاطر جلسہ پر آنے والے احباب حتی المقدور کبھی ناغہ نہیں ہونے دیتے۔ اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ کہ سوائے مجبوری کے ہر احمدی کو جلسہ پر آنا چاہیئے۔ وہ ہمیشہ آتے رہتے ہیں۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ ہدایت فرمائی ہے۔ اس لئے اسی حکم کے عین مطابق سب کے لئے روحانی دعوت کا سامان بھی قادیان میں موجود ہوتا ہے اور ان دنوں میں خاص فضل اور انعامات الٰہی بھی نازل ہوتے ہیں جن سے باطنی طور مومنین بھی قادیان میں تسکین و انبساط قلب حاصل کرتے ہیں۔ جلسہ پر غیر لوگ بھی بہت آتے ہیں تاکہ احمدی جماعت کا مجموعی نقشہ وہ چند روز میں دیکھ لیں۔ اور جلسہ کے حالات دیکھ کر بہت سے ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جو بیعت کر کے جاتے ہیں۔ کیونکہ جلسہ درحقیقت تبلیغ کی ایک کان ہوتا ہے۔ ہر پہلو اور ہر کروٹ پر جو نظارے باہر کے آنیوالے دیکھتے ہیں۔ وہ سر تا سر تبلیغ ہی تبلیغ ہوتے ہیں۔ بہت سے ایسے ہیں۔ جو بدظنیاں لیکر آتے مگر حُسن ظن لیکر جاتے ہیں۔ اور بہت ہیں جو غیر سقہ کٹر سُنّی یا وہابی مولویوں کے لئے دل میں نفرت اور حقارت لیکر جاتے ہیں۔ کہ کس طرح جھوٹی باتیں احمدیوں پر تھوپتے رہتے ہیں۔ اور اپنی انسانیت کی بھی شرم نہیں کرتے۔

مستورات کے لئے بھی اسی قسم کے سامان مہیا ہوتے ہیں۔ اُن کا اپنا جلسہ علیحدہ ہوتا ہے۔ اور باہمی ملاقاتوں اور نئے تعارف سے وہ بھی اسی طرح فائدہ اُٹھاتی ہیں۔ جس طرح کہ مرد فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ بچوں کے لئے سالانہ جلسہ بڑی تربیت کا موجب ہے۔ اپنی جماعت کے ہزاروں دوستوں کی کثیر تعداد دیکھ کر انپر جماعت کی عظمت کا اثر ہوتا ہے۔ جماعت کی قابلیت کا اظہار اُنپر تقریروں اور علماء کی گفتگوؤں سے ہوتا ہے۔ ہر ملک اور ہر زبان کے لوگ دیکھ کر انہیں جماعت کی وسعت کا علم ہوتا ہے۔ اور بڑے ہو کر تمام قوموں اور نسلوں میں تبلیغ کرنے کے لئے خاص جرأت خالص شوق اُن کے دلوں میں پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ قومی اور ملکی اجنبیت اس نظارہ سے دُور ہو چکی ہے ایک اور بڑا سبق جلسہ سالانہ پر خدمت سلسلہ کا وہ سیکھتے ہیں۔ سینکڑوں مرد اور عورتوں کو مہمان نوازی کی خدمت میں جب منہمک دیکھتے ہیں۔ تو اُن کے دل میں بھی خدمت کرنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ اور بعض دفعہ تو وہ بے تابی کے ساتھ کسی نہ کسی خدمت پر لگائے جانے کی درخواست کرتے ہیں۔ قربانی کی مثالیں بھی جلسہ سالانہ کے موقعہ پر بہت ملتی ہیں۔ غرض کیا پُرانے اور کیا نئے احمدی کیا باہر سے آنے والے اور کیا قادیان میں رہنے والے کیا مرد اور کیا عورتیں اور کیا بچے اور کیا غیر لوگ۔ سب کے لئے ہمارا جلسہ سالانہ روحانی انعامات کا ایک انبار ہے۔ جس سے اپنی اپنی استعداد کے مطابق سب حصہ لیتے ہیں۔ اور جس کے فائدوں کا صحیح اندازہ کرنا انسانی طاقت سے بالا ہے۔ کیونکہ یہ انسانی کاروبار نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش ہے۔ جو جماعت احمدیہ کے ذریعہ دنیا پر نازل ہو رہی ہے۔ کم سے کم دس ہزار مخلصین اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی اس بارش کا صحیح معنوں میں زندگی دینے والا پانی دلوں کی زمزمیوں میں بھر کر لیجاتے ہیں۔ اور مخلوق خدا کے مردہ دلوں میں کسی نہ کسی طرح پہنچا کر اُن کو زندہ کرتے ہیں۔ جسمانی زندگی کے لئے بادلوں سے بارش آتی ہے۔ لیکن روحانی زندگی کے لئے یہ نئے آسمان کی بارش ہے جس طرح کوئی نہیں کہہ سکتا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۲۴ | قادیان دارالامان مورخہ یکم جمادی الاول ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

گاندھی جی کی ازسرنو فاقہ کشی

حکومت کے سر چڑھ کر جان دینے کی سعی

فاقہ کشی کا بہانہ

آخر گاندھی جی نے وہی کیا۔ جس کی ان سے توقع تھی۔ اور جو ان کے مایوسانہ اور مضطربانہ رویہ کا لازمی نتیجہ تھا۔ یعنی انہوں نے حکومت کے سر چڑھ کر جان دینے کے لئے فاقہ کشی شروع کر دی جب کوئی انسان اپنی غلط کاریوں کے باعث نا امیدی اور ناکامی کا شکار ہو جائے۔ اور ندامت و شرمساری کے باعث دنیا کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہے۔ تو اس کے لئے اپنا خاتمہ کرنے اور خودکشی کر کے دنیا سے روپوش ہو جانے کا بہانہ تلاش کر لینے میں کوئی دقت نہیں پیش آ سکتی۔ وہ جس وقت چاہے۔ اور جس بات کو چاہے۔ آڑ بنا کر اپنی زندگی ختم کرنے کے لئے تیار ہو سکتا ہے۔ یہی صورت حال میں گاندھی جی نے اختیار کی ہے۔ اور ایک ایسی بات جس میں معقولیت کا کوئی شائبہ نظر نہیں آتا۔ پیش کر کے فاقہ کشی اختیار کر لی ہے۔

جیل سے باہر گاندھی جی کی سرگرمیاں

گذشتہ مئی میں جب گاندھی جی کو اس لئے جیل سے رہا کر دیا گیا۔ کہ انہوں نے اچھوت ادھار کے لئے روحانی طاقت اور روحانی پاکیزگی حاصل کرنے کی خاطر اکیس روز کا برت رکھا۔ اور تحریری طور پر حکومت کو یہ یقین دلایا۔ کہ انہوں نے جو طریق اختیار کیا ہے۔ اس کا حکومت کے ساتھ کسی قسم کا تعلق نہیں ہے۔ تو برت کے خاتمہ پر بجائے اس کے کہ وہ اچھوتوں کی اصلاح اور انہیں ہندوؤں سے انسانی حقوق دلانے میں مشغول ہو جاتے۔ انہوں نے چلنے پھرنے کی طاقت حاصل ہوتے ہی اچھوتوں کا تعلق نظر انداز کرتے ہوئے سب سے پہلا کام جو کیا وہ یہ تھا۔ کہ پونا میں سیاسی کانفرنس منعقد کر کے یہ اعلان کر دیا۔ کہ سول نافرمانی بند نہیں ہو [illegible]۔ یہ سوراجیہ حاصل کرنے کے لئے شروع کی گئی تھی۔ اسے جاری رکھنا ہی پڑے گا۔"

اس کے بعد وائسرائے سے ملاقات کی درخواست امکانات صلح تلاش کرنے کے لئے کی۔ لیکن جب وائسرائے نے انکار کر دیا تو ایک طرف تو جھنجھلا کر نظام کانگرس کو درہم برہم کر دیا۔ سابرمتی آشرم کو برباد کر دیا۔ اور دوسری طرف یہ ظاہر کیا۔ کہ اب ایسا اقدام اٹھایا جائے گا۔ جس سے ساری دنیا میں تہلکہ مچ جائے گا۔ اور سب لوگ حیران رہ جائیں گے۔ لیکن جب قدم اٹھایا گیا۔ تو وہ وہی تھا۔ جو بارہا پہلے اٹھایا جا چکا تھا۔ جس کا لازمی نتیجہ جیل خانہ تھا۔

جیل کے دروازہ پر گاندھی جی کا مطالبہ

اس شان و شوکت کے ساتھ جب گاندھی جی جیل کے دروازہ پر پہنچ گئے۔ تو انہوں نے جہاں مجسٹریٹ سے یہ کہا۔ کہ "چونکہ میں اپنے جرم کا اقبال کرتا ہوں۔ اس لئے شہادتوں کی ضرورت نہیں۔" وہاں یہ بھی لکھایا۔ کہ

"میں نے سنا ہے۔ جناب یا حکومت میرے مقدمہ کا فیصلہ کرنے کے بعد مجھے کسی خاص جماعت میں رکھیں گے۔ میں اس امر کی وضاحت کر دینا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کہ حکومت نے جیل میں جو اے بی سی جماعتیں قیدیوں کی بنا رکھی ہیں۔ میں اس ضابطہ کو نہایت ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ ہماری روزانہ زندگی میں حیات و ممات قدرت نے اس راز کو بے نقاب کر دیا ہے۔ کہ ہم جنس اور متماثل چیزوں میں کوئی امتیاز نہیں۔ وہ ہر لحاظ سے ہر حالت میں مساوی ہیں۔ پس مجھے کوئی آرزو نہیں ہے۔ کہ مجھے خاص مراعات دی جائیں۔ عالمگیر مسئلہ کے پیش نظر مجھے ان قیدیوں میں جگہ دی جائے۔ جنہیں حکومت نے سب سے گھٹیا درجہ میں رکھا ہوا ہے۔"

(انقلاب ۱۸ - اگست)

ہر قسم کی رعایت لینے سے انکار

گویا عدالت سے گاندھی جی نے یہ مطالبہ کیا۔ کہ انہیں جیلخانہ میں کوئی ایسی رعایت نہ دی جائے۔ جو عام قیدیوں کو حاصل نہیں۔ کیونکہ انہیں قدرت نے یہ سبق سکھایا ہے۔ کہ ہم جنس۔ اور متماثل چیزوں میں کوئی امتیاز نہیں۔ وہ ہر لحاظ سے ہر حالت میں مساوی ہیں۔

خود تجویز کردہ مراعات کا مطالبہ

لیکن دوسری طرف انہوں نے سپرنٹنڈنٹ جیل کو لکھا۔ کہ "گذشتہ مئی میں برت کے باعث یرودا جیل سے رہائی سے قبل مجھے ہری جن کام کی اجازت دی گئی تھی۔ اور اس سلسلہ میں مجھے آزادانہ ملاقاتوں۔ خط و کتابت۔ ایک ٹائپسٹ رکھنے۔ اور اخبارات کے مطالعہ اور رسائل و دیگر لٹریچر کے استعمال کی اجازت حاصل ہو گئی تھی۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ اب بھی مجھے یہ سہولتیں دی جائیں گی۔"

لیکن جب اس کے جواب میں توقف ہوا۔ تو گاندھی جی نے اس درخواست کا اعادہ کرتے ہوئے اس میں یہ اضافہ کیا۔ کہ "ہری جن کام میں تعطل صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ کہ میں زندہ نہ ہوں۔" اور کہا۔ کہ "اس درخواست کا ۷ راگست تک جبکہ آپ ایک سال قید کی سزا بھگتنے کے لئے جیل خانہ میں پہنچ چکے تھے۔ جواب آ جانا چاہیئے۔ اس کے متعلق آپ کو یہ جواب دیا گیا۔ کہ آپ کی درخواست پر غور کیا جا رہا ہے۔ لیکن مقررہ تاریخ تک جواب کا پہنچنا محال ہے۔"

حکومت بمبئی سے گاندھی جی کی درخواست

۱۴ راگست گاندھی جی نے حکومت بمبئی سے حکام جیل کے جواب نہ دینے کی شکایت کرتے ہوئے لکھا:-

"ہری جنوں کی خدمت گزاری سے محرومی ناقابل برداشت ہو رہی ہے۔ لہذا اگر آئندہ چہارشنبہ تک میری درخواست کو منظور نہ کیا گیا۔ تو میں اس دن سے پانی اور نمک کے علاوہ ہر قسم کی خوراک سے انکار کر دوں گا۔ یہی ایک طریقہ ہے۔ کہ میں اپنی قسم کو پورا کر سکوں اور مذکورہ بالا روحانی بوجھ سے کسی حد تک سبکدوشی حاصل ہو جائے میں ترک خوراک کو کسی ذریعہ سے بھی حکومت پر دباؤ ڈالنے کا استعمال نہیں کرنا چاہتا۔ اگر ہری جنوں کی بلا روک تمام خدمتگزاری نہ کی جائے۔ تو زندگی میرے لئے بے لطف ہو جاتی ہے۔"

حکومت بمبئی کا جواب

اس کے جواب میں حکومت بمبئی کی طرف سے ۱۶ راگست گاندھی جی کو لکھا گیا۔ کہ "آپ کو مندرجہ ذیل مراعات محض چھوت چھات کے انسداد کے سلسلہ میں دی جاتی ہیں:-

۱ - اخبارات و رسائل کے حاصل کرنے کی اجازت۔ لیکن پریس یا نامہ نگاروں سے ملاقات کی اس لئے اجازت نہ ہوگی۔ کہ وہ ملاقات کی تفاصیل شائع کرائیں۔

۲۔ ہر روز دو سے زائد ملاقاتوں کی اجازت نہیں ہوگی۔
۳۔ ہفتہ میں تین مرتبہ ایڈیٹر "ہریجن" کے نام مضامین یا ہدایات کی ترسیل۔ اور دیگر نمائندوں کے نام خطوط کی محدود تعداد
اور ۴۔ ہریجن کے کام کے لئے [illegible] کی کتابوں اور اخبارات کی اجازت ہوگی۔

اظہار اطمینان کے بعد فاقہ کشی کا آغاز

حکومت کی ان مراعات پر گاندھی جی نے پہلے تو اطمینان کا اظہار کیا اور فاقہ کشی کا ارادہ ترک کر دیا۔ لیکن جب شام کو ان کے لئے کھانا لایا گیا تو انہوں نے اپنی رائے تبدیل کر لی۔ اور یہ کہکر کھانا لینے سے انکار کر دیا۔ کہ انہوں نے فاقہ کشی اختیار کر لی ہے۔ اس کے متعلق انہوں نے حکومت بمبئی کو اطلاع دی۔ اور اس میں لکھا ہے "[illegible] میں نے عجلت اور حماقت سے یہ کہہ دیا تھا۔ کہ مجھے بکری کا دودھ دیا جائے۔ آپ کے احکام کی تفصیل پڑھنے سے مجھے یہ معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ حکومت ہند کے ابتدائی احکام اور میرے مطالبات سے اس قدر کم ہیں۔ کہ میں اپنی فاقہ کشی کو ترک نہیں کر سکتا"

پیش آمدہ حقیقت سے پہلو تہی

ان واقعات سے ظاہر ہے۔ کہ گاندھی جی نے فاقہ کشی اختیار کرنے میں قطعاً معقولیت سے کام نہیں لیا۔ اول تو جبکہ گورنمنٹ آپ کو سیاسی مجرم قرار دے چکی ہے۔ آپ ادنیٰ درجہ کے قیدیوں کے [illegible] کا مطالبہ کر چکے تھے۔ تو انہیں کوئی حق نہ تھا۔ کہ ایسی مراعات کے لئے درخواست کرتے۔ جو اعلیٰ درجہ کے قیدیوں میں سے بھی کسی کو حاصل نہیں۔ اور اگر مراعات کے لئے انہوں نے درخواست کی تھی۔ تو جو رعائتیں انہیں دی گئی تھیں۔ انہیں غنیمت سمجھتے۔ اور اس کلیہ کو مدنظر رکھتے۔ کہ رعایت مانگنے والے کا حق نہیں ہوتا۔ کہ جو کچھ وہ کہے۔ اسے ضرور منظور کر لیا جائے۔ بلکہ رعایت دینے والے کا اختیار ہوتا ہے۔ کہ اپنے نزدیک جو [illegible] مناسب سمجھے رعائت دے۔ لیکن افسوس کہ گاندھی جی نے اس پیش آمدہ حقیقت سے پہلو تہی کرتے ہوئے ایسی مراعات سے جنہیں پہلے خود انہوں نے بھی کافی سمجھا انکار کر دیا۔ اور حکومت کی اس مزید رعایت کو کہ انہیں ایڈیٹر ہریجن کے ساتھ روزانہ ملاقات کی اجازت ہے۔ اور انہیں اس بات کی بھی اجازت ہے کہ وہ مسودات کو ایڈیٹر ہریجن کے حوالے کر دیں۔ نظر انداز کرتے ہوئے فاقہ کشی شروع کر دی۔

مراعات حاصل کرنے کی وجوہات

گاندھی جی نے از سر نو مراعات حاصل کرنے کی دو وجوہات پیش کی ہیں۔ ایک تو یہ کہ یرودا جیل سے رہائی سے قبل انہیں یہ رعائتیں حاصل تھیں۔ اور دوسری یہ کہ ہریجنوں کی خدمت گزاری سے محرومی ان کے لئے ناقابل برداشت ہے۔ اور اگر وہ بلا روک ٹوک ہریجنوں کی خدمت نہ کریں۔ تو ان کے لئے زندگی بے لطف ہو جاتی ہے۔ اور اس صورت میں وہ زندہ نہیں رہنا چاہتے۔ لیکن حیرت ہے۔ کہ پہلی وجہ پیش کرتے ہوئے انہوں نے اس بات کو نظر انداز کر دیا۔ کہ پہلے وہ ایک قیدی کی حیثیت سے جیل میں محبوس تھے۔ لیکن اب انہوں نے خالص سیاسی جرم کی بناء پر قید کو دعوت دی ہے جب ان کی سابقہ اور موجودہ قید کی نوعیت مختلف ہے۔ تو ان کے لئے یہ کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ کہ اب بھی ان مراعات کا مطالبہ کریں۔ جو انہیں پہلی حالت میں دی گئی تھیں۔

دوسری [illegible] کا جواب [illegible] ہے۔ کہ اگر گاندھی جی جیل سے باہر رہ کر ہریجن کام کو تعطل میں ڈال سکتے ہیں۔ ہریجنوں کی خدمت گزاری سے محرومی بخوشی برداشت کر سکتے ہیں۔ اور ہریجنوں کی خدمت کرنا تو الگ رہا۔ انہیں نظر انداز کر کے لطف کی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ تو پھر کیونکر کہا جا سکتا ہے۔ کہ جیل میں چھوت چھات کے متعلق مؤثر طریق پر کام کرنے کی سہولتیں مہیا ہونے کے باوجود وہ اس وقت تک زندہ نہیں رہ سکتے۔ جب تک قید کے متعلق حکومت ان کے شرائط کو من وعن منظور نہ کرے۔

جیل کے باہر کیوں اچھوت فراموش ہو گئے

جب گاندھی جی نے یرودا جیل سے اس لئے رہائی حاصل کی تھی کہ برت کے ذریعہ چھوت چھات کے انسداد کے لئے روحانی طاقت حاصل کریں۔ تو برت کے خاتمہ پر کیوں وہ ہمہ تن اچھوت ادھار پر مصروف نہ ہو گئے۔ اور کیوں اس کام کو چھوڑ کر ان کی توجہ سیاسی [illegible] کی طرف مبذول ہو گئی۔ اور انہوں نے سر توڑ کوشش کی۔ کہ کسی نہ کسی طرح سول نافرمانی کی لاش میں زندگی کی روح پھونک سکیں۔ اس وقت ہریجنوں کی خدمت سے محرومی کیوں ناقابل برداشت نہ ہوئی۔ اور کیوں انہوں نے زندہ رہتے ہوئے ہریجن کام کو معطل رکھنا گوارا کر لیا۔ کیا ہریجن کام اور ہریجنوں کی خدمت گزاری کے لئے یہ بھی ضروری ہے۔ کہ جیل خانہ میں بیٹھ کر ہی کی جائے۔ اور جب آزادی حاصل ہو۔ تو اسے بالائے طاق رکھ دیا جائے۔ جیل میں جا کر اس کی آڑ میں جان دینے کا مطلب سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ گاندھی جی بظاہر تو قیدی کہلانا چاہتے ہیں۔ اور یہ بھی دعوے کرتے ہیں۔ کہ میں احکام جیل کی تعمیل کر رہا ہوں۔ اور ایک قیدی کی حیثیت سے تعاون کر رہا ہوں۔ جو جیل کی چار دیواری کے باہر ایک شہری کی حیثیت سے میں مذہباً گناہ سمجھتا ہوں۔ لیکن ان کے رویہ سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنی قید کے شرائط خود تجویز کر کے حکومت سے منظور کرانا چاہتے ہیں۔ اور جب حکومت انہیں یہ احساس کرانے کے لئے کہ وہ قیدی ہیں۔ اور سیاسی جرم کی سزا میں قید بھگت رہے ہیں۔ ان کے شرائط کو من وعن منظور نہ کرے۔ تو وہ فاقہ کشی اختیار کر کے حکومت پر [illegible] چاہتے ہیں۔

ہٹ دھرمی

اگر حکومت گاندھی جی کے لئے کوئی بھی سہولت مہیا نہ کرتی۔ تو بھی اخلاقی اور قانونی لحاظ سے اس پر کوئی حرف نہ آتا۔ کیونکہ جو رعائتیں کسی اور قیدی کو حاصل نہیں۔ کوئی وجہ نہیں۔ کہ گاندھی جی انہیں اپنا حق قرار دیں۔ تاہم حکومت نے گاندھی جی کی دماغی حالت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان کے ساتھ خاص سلوک کیا۔ اور غیر معمولی رعائتیں دی گئیں لیکن جب گاندھی جی کا منشاء ہی حکومت کے سر چڑھ کر مرنا ہو۔ اور اب کے وہ اسی ارادہ کے ماتحت گھر سے نکلے ہوں۔ تو انہیں فاقہ کشی سے کس طرح باز رکھا جا سکتا ہے۔

اچھوت ادھار کے لئے گاندھی جی رہا ہو سکتے ہیں

ہریجنوں کی خدمت گزاری پر اس قدر زور دینے کو باطل ثابت کرنے اور گاندھی جی کے اس عذر خام کو توڑنے کے لئے حکومت نے کامل آزادی دینے پر بھی آمادگی ظاہر کر دی ہے۔ چنانچہ حکومت نے اپنے اعلان میں لکھا ہے

"اگر گاندھی جی یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ بلا روک ٹوک ہریجن کام کے بغیر ان کی زندگی بے لطف ہو گئی ہے۔ تو حکومت اس بات کے لئے تیار ہے۔ کہ انہیں فوراً رہا کر دے۔ تا کہ وہ پورے طور پر کسی پابندی کے بغیر اپنے آپ کو معاشرتی اصلاح کے کام میں مصروف کر سکیں۔ لیکن اس کام کے لئے صرف یہی ایک شرط ہے کہ وہ سول نافرمانی اور دیگر اشتعال انگیزیوں سے محترز رہنے کا اعلان کر دیں۔"

جب گاندھی جی اپنی زندگی کا مقصد۔ اور زندہ رہنے کا لطف ہریجنوں کی خدمت گزاری میں ہی سمجھتے ہیں۔ اور اس کے بغیر زندہ رہنا فضول قرار دیتے ہیں۔ تو پھر وہ کیوں دیگر اشغال سے علیحدگی اختیار کر کے اس کے لئے آزادی حاصل نہیں کر لیتے۔ مگر بات یہی ہے۔ کہ وہ حکومت کے ذمے لگ کر جان دے دینے کا بہانہ تلاش کر رہے ہیں اس لئے ایسی راہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔

حکومت کا فیصلہ۔ اور گاندھی جی کی فاقہ کشی

حکومت نے اعلان کر دیا ہے۔ اور گاندھی جی کے مراعات کو مسترد کر کے فاقہ کشی اختیار کر لینے کے بعد اعلان کیا ہے۔ کہ "حکومت کو اس بات کا اطمینان ہے۔ کہ اس نے انسداد چھوت چھات کے حق میں گاندھی جی کو اس قدر کافی اجازت دے دی ہے۔ جس قدر رعایت موجودہ معقول ہو سکتی تھی۔"

جس کا مطلب یہ ہے کہ حکومت گاندھی جی کی فاقہ کشی سے دب کر کوئی مزید رعائت کرنے اور اس حد تک اجازت دینے کے لئے تیار نہیں جس حد تک شاہی قیدی ہونے کی صورت میں دی گئی تھی۔ گو یہ فیصلہ نتائج و عواقب کو پیش نظر رکھ کر۔ اور سوچ سمجھ کر کیا گیا ہے۔ مگر اس [illegible] کے لئے چند دن انتظار کرنے کی ضرورت ہے۔ کہ حکومت اپنے وقار اور نظام کو [illegible] کے اثرات سے محفوظ رکھنے کی قابلیت رکھتی ہے یا نہیں۔ اور اس خلاف [illegible] طریق عمل کا اسی موقعہ پر خاتمہ کر دینا چاہتی ہے۔ یا اسے اور مہلت دینا پسند کرتی ہے۔

حضور سرورِ کائنات کا اسوۂ حسنہ اور کلماتِ طیبات

ایک ضروری گزارش

جیسا کہ میں حضرت رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کلمات طیبات کی پہلی قسط کے ساتھ حضور کی ایک دعا اس مضمون کی لکھ چکا ہوں۔ کہ جو شخص میری باتیں سن کر دوسروں تک بعینہٖ پہنچا دے۔ اللہ تعالےٰ اسے خوش وخرم رکھے۔ مزید تاکید کے طور پر لکھتا ہوں۔ کہ احباب کرام جب اس سلسلہ میں کوئی قسط ملاحظہ فرمائیں۔ تو لازماً کسی فرصت کے موقعہ پر اپنی بیوی اور چھوٹے بڑے سب بچوں کو جو گھر میں ہوں۔ جمع کرکے حضور کے کلمات طیبات سنا دیں۔ اس سے مندرجہ ذیل فوائد انشاء اللہ تعالےٰ حاصل ہوں گے ؛

(۱) حضور علیہ السلام کے ارشاد کی تعمیل ہوگی۔ اور حضور کی دعا کی برکت سے احباب کے ہم وغم دُور ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالےٰ

(۲) عورتیں اور بچے اپنے نبی کے اقوال افعال اور عادات سے واقف ہوں گے۔ اور کسی قوم کی ترقی کا سب سے بڑا ذریعہ یہی ہے۔ کہ اس کے افراد اپنے بانی اور بزرگوں کے حالات سے واقف ہوں ؛

(۳) عورتیں اور بچے بالطبع خالی الذہن ہوتے ہیں۔ جب ان کو حضور رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اثر کرنے والے نصائح اور دل میں گھر کرنے والے واقعات اور صحابہ کی قربانیاں اور اسلام کے لئے جانفشانیاں اور صحابی عورتوں کے بے نظیر سوانح معلوم ہوں گے۔ تو ان کا اثر ان کے قلوب پر عمر بھر رہیگا اور وہ خود بھی عملاً ان کی اقتدار کی کوشش کریں گے ؛

(۴) بچے عموماً کہانیاں سننے کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ اور یہ طبعی امر ہے۔ پس بجائے اس کے کہ وہ پریوں جنوں اور بھوتوں کی وہمی یا پرانے بادشاہوں کی جھوٹی خلافِ عقل کہانیاں سنیں اور ان کا دماغ اوہام اور خلافِ عقل امور سے بھر جائے۔ بہت بہتر ہے۔ کہ انہیں جمع کرکے کہا جائے۔ کہ آؤ تم کو سچی کہانیاں تمہارے سچے اور پاک بزرگوں کی سنائیں۔ اور یقیناً ہمارے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے صحابہ کے حالات ایسے دلچسپ اور دلکش ہیں۔ کہ ایک پانچ سالہ بچہ بھی ان سے لطف اٹھا سکتا ہے۔ اور متاثر ہوسکتا ہے۔ پس گرمیوں میں دوپہر کے وقت اور سردیوں میں سوتے وقت احباب کو چاہیئے کہ اپنے بیوی بچوں نوکر چاکروں اور گھر میں رہنے والوں کو جمع کرکے ایک ایک واقعہ سمجھا کر سنائیں۔ اور جو جو نصیحت کسی واقعہ سے نکل سکتی ہو۔ انہیں بتائیں۔ اور یہ امر ان کے ذہن نشین کریں۔ کہ ہمارا رسول اس مصرعہ کا مصدق ہے ؎

وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا

نیز کہ ہمارے رسول کے صحابہ اور صحابیات تمام انبیاء کی قوموں سے ہر بات میں بڑھی ہوئی تھیں۔ مجھے کامل یقین ہے کہ اگر ہمارے احباب اس طرف توجہ فرمائیں۔ تو تھوڑے عرصہ ہی میں ہماری جماعت کے چھوٹے چھوٹے بچے بھی اپنے نبی اور اس کے صحابہ کی سچی تاریخ کے ماہر ہوجائیں گے۔ علاوہ ازیں یہ بھی ضروری ہے۔ کہ احباب حضور کے ان حالات سے اپنے ہندو اور غیر مسلم دوستوں کو بطور تاریخ اور سیرۃ کے آگاہ کریں۔ اور موقعہ ملنے پر ان کی دلچسپی کے لئے یہ احادیث ضرور ان کے گوش گزار کردیں ؛

(۱۲)

حضرت امام حسین رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ انسان کے اسلام کی ایک یہ خوبی بھی ہے۔ کہ وہ بے کار باتیں نہ کرے ؛

(۱۳)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ سے روایت ہے۔ کہ حضرت عمر رضؓ اپنی خلافت کے دنوں میں ملک شام کے دورہ کے لئے تشریف لے گئے۔ کہ راہ میں خبر آئی۔ وہاں طاعون کی وبا پھوٹ پڑی ہے۔ اس پر میں نے حضرت عمر رضؓ سے عرض کیا۔ کہ میں نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنا تھا۔ کہ طاعون ایک عذاب ہے۔ جس کے ذریعہ اللہ تعالےٰ پہلی قوموں کو سزا دیتا رہا ہے۔ پس جب تم سنو۔ کہ کسی علاقہ میں طاعون کی وبا ہے۔ تو وہاں مت جاؤ۔ اور اگر تمہارے علاقہ میں شروع ہوجائے۔ تو وہاں سے اس سے بھاگنے کی خاطر اور علاقوں کی طرف مت جاؤ۔ راوی کہتا ہے۔ کہ حضرت عمر رضؓ نے مجھ سے یہ حدیث سن کر دورہ ملتوی کردیا۔ اور فوراً راہ سے واپس ہوگئے ؛

(۱۴)

عبداللہ بن جعفر رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک دفعہ ایک انصاری کے باغیچہ میں داخل ہوئے جہاں ایک اونٹ بندھا ہوا تھا۔ وہ اونٹ آپ کو دیکھ کر بلبلایا۔ اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ جب آپ نے یہ نظارہ دیکھا۔ تو آپ اس کے پاس گئے۔ اور اس کی پیٹھ اور گردن پر کانوں کے نیچے ہاتھ پھیر کر پیار کرنے لگے۔ یہاں تک کہ وہ اونٹ آرام سے کھڑا ہوگیا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ یہ کس کا اونٹ ہے۔ اس پر ایک نوجوان انصاری آیا۔ اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ میرا اونٹ ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ کیا تو خدا سے اس جانور کے بارے میں جس نے تجھے اس کا مالک بنایا خوف نہیں کھاتا۔ دیکھ اس نے مجھ سے تیری شکایت کی ہے۔ کہ تو اسے بھوکا رکھتا ہے۔ اور حد سے زیادہ کام لیتا ہے ؛

(۱۵)

عبداللہ بن عباس رضؓ سے روایت ہے۔ کہ حضرت عباس رضؓ کے مکان کا پرنالہ اس طرف کو تھا۔ جدھر سے حضرت عمر رضؓ گزرا کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت عمر جمعہ کے لئے کپڑے بدل کر جمعہ کو جا رہے تھے۔ کہ پرنالہ سے ذبح شدہ مرغی کے خون سے پانی ملکر بہتا ہوا آپ کے کپڑوں پر گر پڑا۔ حضرت عمر رضؓ نے اسی وقت وہ پرنالہ اکھڑوا دیا۔ اور گھر واپس آکر وہ کپڑے اتار دیئے۔ اور نیا جوڑا بدل کر مسجد میں آئے۔ اور جمعہ پڑھایا۔ نماز کے بعد آپ کے پاس حضرت عباس رضؓ آئے۔ اور کہا۔ کہ خدا کی قسم خود حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ پرنالہ اس جگہ رکھوایا تھا۔ حضرت عمر رضؓ نے یہ سن کر حضرت عباس رضؓ سے کہا۔ کہ میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں۔ اور نہایت اصرار سے کہتا ہوں۔ کہ تو میری پیٹھ پر چڑھ کر یہ پرنالہ اس جگہ لگا دے۔ جہاں حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے لگوایا تھا۔ اس پر عباس رضؓ نے حضرت عمر رضؓ کے حکم کی تعمیل کی

(۱۶)

حضرت علی رضؓ سے روایت ہے۔ کہ مجھے ایک روز سخت بھوک لگی۔ اور کھانے کو کوئی چیز گھر میں نہ ملی۔ میں مدینہ کے مضافات کی ایک بستی میں مزدوری کی تلاش میں گیا۔ وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عورت نے مٹی کا ایک ڈھیر اکٹھا کیا ہوا ہے۔ میں نے سمجھ لیا۔ کہ گارا بنانا چاہتی ہے۔ میں اس کے پاس آیا۔ اور اس سے یہ ٹھہرایا۔ کہ میں ایک بڑا ڈول پانی کا ایک کھجور کے بدلے مٹی میں لاکر ڈالوں گا۔ پھر میں نے سولہ بڑے بڑے ڈول بھر کر مٹی میں لاکر ڈالے۔ یہاں تک کہ میرے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے۔ پھر میں اس عورت کے پاس آیا۔ اس نے مجھے سولہ کھجوریں دیں۔ میں وہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس لایا۔ اور سارا واقعہ آپ سے بیان کیا۔ پھر میں نے اور آپ نے وہ کھجوریں کھائیں ؛

(۱۷)

عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ سے روایت ہے۔ کہ ہم ایک سفر میں رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ تھے۔ ایک دن صبح کے وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کچھ آدمیوں سمیت

پیچھے رہ گئے۔ اور فجر کی نماز کا وقت تنگ ہونے لگا۔ لوگوں نے مجھے آگے کھڑا کر کے نماز شروع کر دی۔ اور یہ خیال کیا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کہیں پیچھے نماز پڑھ رہے ہوں گے۔ اتنے میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پیچھے سے آملے۔ اور آپ کو نماز کی ایک رکعت جماعت سے ملی۔ نماز ختم ہونے پر صحابہ سخت ڈرے مگر آپ نے دوسری رکعت پڑھ کر سلام پھیر کر فرمایا گھبراؤ نہیں۔ تم نے اچھا کیا۔ بہت ٹھیک کیا۔ جب نماز کا وقت تنگ ہونے لگے۔ تو ایسا ہی کرنا چاہیئے ؀

(۱۸)

حضرت علیؓ سے روایت ہے۔ کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی جگہ ایک فوج بھیجی۔ اور اس پر انصار میں سے ایک شخص کو امیر مقرر فرمایا۔ وہ شخص سفر میں کسی معاملہ میں فوج والوں سے ناراض ہو گیا۔ اور سپاہیوں کو مخاطب کر کے کہا۔ کہ کیا تم کو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم نہیں دیا تھا۔ کہ تم میری اطاعت کرنا انہوں نے کہا بے شک آپ نے یہی حکم دیا تھا۔ اس پر اس شخص نے کہا کہ اچھا جاؤ جنگل سے ایندھن اکٹھا کر کے لاؤ۔ پھر اس نے آگ منگوا کر اس ایندھن میں لگادی۔ اور کہا۔ کہ میں تم کو حکم دیتا ہوں۔ کہ اس میں داخل ہو جاؤ۔ لوگوں نے اس میں داخل ہونے کا ارادہ کر لیا۔ مگر ان میں سے ایک نوجوان نے کہا۔ کہ دیکھو لوگو آگ سے بچنے کے لئے ہی تو ہم نے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن کو پکڑا ہے۔ پس تم جلدی نہ کرو۔ یہاں تک کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملو۔ پھر اگر حضور فرمائیں۔ تو بے شک آگ میں داخل ہو جاؤ۔ راوی کہتا ہے۔ کہ اتنی دیر میں آگ بجھ گئی۔ اور افسر کا غصہ بھی ٹھنڈا ہو گیا۔ پھر سفر سے واپس ہو کر لوگوں نے اس واقعہ کی خبر حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ اگر تم آگ میں داخل ہو جاتے۔ تو پھر کبھی بھی اس سے نہ نکلتے۔ (یعنی دوزخ میں جاتے) دیکھو امیر کی فرمانبرداری نیک کاموں میں ہے۔ گناہ کے کام میں نہیں ؀

(۱۹)

حضرت عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ میں جنگ حنین میں حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا۔ ایک موقعہ پر آپ کے ساتھ صرف میں اور آپ کا چچا زاد بھائی ابوسفیان بن حارث رہ گئے۔ ہم آپ کے ساتھ ہی لگے رہے۔ حضور اپنی سفید خچر پر سوار تھے۔ جو آپ کو ایک رئیس فروہ بن نعامہ نے تحفہ کے طور پر دی تھی ؀

(۲۰)

ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ جب حضرت رسول مقبولؐ کی (جوان بیاہی ہوئی) بیٹی زینب فوت ہوئی۔ تو عورتیں رونے لگیں۔ اور حضرت عمرؓ انہیں اپنے کوڑے سے مارنے لگے لیکن رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے ان کا کوڑا پکڑ لیا۔ اور فرمایا۔ اے عمرؓ رک جاؤ۔ ایسا نہ کرو۔ پھر عورتوں کو فرمایا۔ تم رو سکتی ہو مگر دیکھو شیطانی آوازیں نہ نکالنا۔ پھر فرمایا۔ آنکھ کے آنسو اور دل کا غم تو خدا کی طرف سے ہیں۔ اور رحمت و شفقت کے نشان ہیں۔ اور جو کام ہاتھ اور زبان کا ہے۔ (یعنی رونا پیٹنا اور بین کرنا) وہ شیطانی ہے ؀

(۲۱)

ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ جب لوگ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دینے کے لئے جمع ہوئے۔ تو گھر میں سوائے آپ کے خاندان کے لوگوں کے اور کوئی شخص نہ تھا۔ وہاں پر آپ کے چچا حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ اور عباس کے دو بیٹے فضل اور قثم اور زید بن حارثہ کے بیٹے حضرت اسامہ اور حضور کا آزاد کردہ غلام صالح تھے۔ پس جب آپ کو نہلانے لگے تو باہر سے اوس بن خولی انصاری نے جو جنگ بدر میں شریک ہو چکا تھا۔ آواز دی۔ کہ اے علی خدا کے واسطے مجھے بھی اس خدمت میں شریک کر لو۔ حضرت علیؓ نے کہا۔ کہ اندر آجا۔ پس وہ نہلاتے وقت موجود رہا۔ پھر راوی کہتا ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس حالت میں نہلایا گیا۔ کہ حضور کا کرتہ آپ کے بدن پر ہی رہا۔ عباس فضل اور قثم تینوں حضور کے پہلو بدلاتے تھے۔ اسامہ اور صالح پانی ڈالتے تھے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بدن ملتے تھے۔ اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیکھا۔ کہ آپ کا بدن مبارک بالکل پاک وصاف ہے۔ اور جیسا کہ میت کے بدن پر بعض دفعہ نہلاتے وقت کوئی غلاظت یا اور کوئی بدنما بات نظر آتی ہے۔ آپ کے بدن پر بالکل اس قسم کی کوئی بات نہ دیکھی۔ تو حضرت علی نے کہا۔ میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔ اے نبی تو زندہ اور مردہ ہر حالت میں طیب و طاہر ہے۔ پھر حضور کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ پھر آپ کے چچا حضرت عباسؓ نے دو آدمیوں کو بلایا۔ جن میں سے ایک کو ابوعبیدہ کی طرف بھیجا۔ ابوعبیدہ مہاجرین کی قبریں کھودا کرتے تھے۔ اور بجائے ایک پہلو میں لحد نکالنے کے سیدھی شق والی قبر کھودتے تھے۔ دوسرے شخص کو ابوطلحہ کی طرف بھیجا۔ اور ابوطلحہ انصار کی قبریں کھودتے تھے۔ اور بجائے شق کے ایک پہلو میں لحد نکالا کرتے تھے۔ ان دونوں کو بھیج کر حضرت عباسؓ نے کہا۔ کہ اے اللہ اپنے نبی کے لئے وہی اختیار فرما۔ جو بہتر ہو۔ راوی کہتا ہے۔ کہ جب وہ دونوں شخص گئے۔ تو ابوعبیدہ تو نہ ملے۔ لیکن ابوطلحہ مل گئے۔ اور انہوں نے آکر حضور علیہ السلام کی قبر لحد والی تیار کی ؀

(خاکسار سید محمد اسحاق قادیان)

ذکر و فکر

رزق کی کثرت اور نفس کی بغاوت

اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام میں فرمایا ہے۔ کہ اگر میں اپنے بندوں پر رزق کی فراخی کر دیتا۔ تو وہ ضرور زمین میں بغاوت کرتے۔ لو بسط اللہ الرزق لعبادہٖ لبغوا فی الارض۔ سوائے عزیز تو رزق کے پیچھے اتنا نہ پڑ۔ کہ دین تیرے ہاتھ سے جاتا رہے۔ یا دنیا دین پر مقدم نظر آئے۔ شائد خدا نے تنگی اسی لئے دی ہو۔ کہ تو بغاوت سے بچ جائے۔ پس ایسی تنگیٔ رزق پر صبر شکر کر۔ اور سمجھ لے۔ کہ اگر رزق کی کثرت ہوتی۔ اور تو باغیوں میں شمار ہوتا۔ تو کیا یہ اچھی بات ہوتی؟

کیا ایک گھونٹ سے پیاس بجھ سکتی ہے

اے عزیز لوگ دن رات میں چند دفعہ استغفار یا درود شریف پڑھ کر کسی بہت اعلیٰ نتیجہ کی امید رکھتے ہیں۔ حالانکہ صحابہ جیسی پاک جماعت کی مجلس سے اٹھ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ۷۰ - ۱۰۰ مرتبہ استغفار پڑھا کرتے تھے۔ پھر تیرا دو چار دفعہ استغفر اللہ دن بھر میں کہہ لینا۔ یا چار پانچ دفعہ درود پڑھ لینا اور پھر بڑے نتائج کا امیدوار ہونا ایسا ہے۔ جیسے ایک گھونٹ پانی سے کسی پیاسے کی پیاس بجھانا یا ایک لقمہ سے کسی بھوکے کی شکم پری کی توقع کرنا۔

واستغفر لذنبک

اے عزیز۔ جسم پر اگر گرد یا میل لگ جائے۔ تو اس کے لئے پانی کا غسل ضروری ہے۔ تاکہ وہ میل دور ہو جائے لیکن اگر بالفرض بیرونی میل نہ پڑے۔ تو پھر کیا غسل معاف ہو جاتا ہے؟ اصل یہ ہے۔ کہ جسم کو پھر بھی صفائی کی حاجت ہے۔ کیونکہ اس میں اندر سے پسینہ وغیرہ نکلتا ہے۔ اور ضروری ہے۔ کہ خواہ بیرونی آلائش نہ بھی ہو۔ تب بھی جسم کو بار بار صاف کیا جائے۔ عزیز من یہی حال روح کا ہے۔ اگر گناہ یعنے بیرونی آلائش نہ بھی ہو تب بھی تیری روح روزانہ پالش اور صفائی کی محتاج ہے۔ اور وہ پالش استغفار ہے۔ پس یاد رکھ کہ گناہ کی مغفرت کے علاوہ خواہ کوئی انسان محفوظ ہو یا معصوم تب بھی وہ استغفار سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ اور جتنا زیادہ استغفار کرے گا۔ اتنا ہی اس کی روح نورانی ہو گی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام بھی ہمیشہ استغفار کرتے تھے۔ بلکہ دوسروں سے زیادہ۔ گناہ کے لئے نہیں بلکہ جلائے روحانی کے لئے۔ کیونکہ اگر استغفار نہ کیا جائے۔ تو روح کی چمک دمک اور جلا مدھم ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ جیسے بغیر غسل کے جسم کی صفائی میں خود بخود کمی آنی شروع ہو جاتی ہے

(خاکسار محمد اسماعیل)

مذاہب غیر

کائستھ فرقہ کے عجیب و غریب عقائد

ایک کائستھ کو اپنے دھرم پر کاربند رہنے کے لئے دس فرائض کی ادائیگی ضروری ہے۔ جن کے متعلق ان کا عقیدہ ہے۔ کہ برہما نے ان کے لئے مقرر کئے ہیں۔ یہ فرائض جو ایک کائستھ کے لئے ضروری ہیں۔ نہایت ہی عجیب و غریب ہیں۔ اور بظاہر سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ ان باتوں سے مذہب کا کیا تعلق ہے۔ یہ زیادہ سے زیادہ تمدنی امور کے متعلق ہدایات کہلا سکتی ہیں۔ اور ان پر عمل کرنا عامل کے لئے تمدنی لحاظ سے مفید ہو سکتا ہے۔ لیکن مذہب جس کا منشا تعلق باللہ اور روحانی ترقی ہے۔ وہ ان امور کے ذریعہ کس طرح قائم ہو سکتا ہے۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے۔ جسے سمجھنا سخت مشکل ہے۔ بہرحال ناظرین کے معلومات میں اضافہ کے لئے ہم ان باتوں کو درج ذیل کرتے ہیں۔

کائستھ کے فرائض

اولین فرض یہ ہے کہ جب ایک کائستھ کی بیوی حیض سے فارغ ہو کر غسل کرے۔ تو وہ اس کے ساتھ مجامعت سے قبل ماتری پوجا کرے۔ دیوتاؤں کے منتروں کا جاپ کرے دہی اور شہد اور گھی کے "پنڈ" کم سے کم دس برہمنوں کو کھلا اور حسب توفیق ان کو خیرات بھی دے۔ دوسرا فرض یہ ہے کہ حمل قرار پانے کے بعد جب چوتھا مہینہ شروع ہو۔ تو حسب سابق ماتری پوجا اور منتروں کا جاپ وغیرہ کرنے برہمنوں کو کھانا کھلانے اور "دچھنا" دینے کے بعد برگد کی شاخ لیکر اسے پانی میں گھسے۔ اور عورت کے داہنے نتھنے میں اس طریق سے ڈالے کہ اس کا کچھ حصہ پیٹ میں ضرور پہونچ جائے۔ اس عمل کا ایک فائدہ تو یہ قرار دیا گیا ہے۔ کہ شاستروں کے احکام کی تعمیل ہو جائے گی۔ اور دوسرے ایسا کرنے سے لڑکی ہرگز نہیں پیدا ہوگی۔ بلکہ لازماً لڑکا ہوگا تیسری چیز جو مذہبی طور پر کرنا ضروری ہے۔ یہ ہے۔ کہ حمل کے چھٹے یا آٹھویں ماہ میں جبکہ بچہ میں جان پڑ جاتی ہے۔ ماتری پوجا وغیرہ مندرجہ بالا رسوم ادا کرنے کے بعد عورت کے آنچل میں پھول۔ مٹھائی۔ پکوان۔ ناریل وغیرہ اچھی اور عمدہ اشیاء بھر دے۔ چوتھا "سنسکار" یہ ہے کہ بچہ کے پیدا ہونے کے بعد حسب تفصیل مندرجہ بالا ماتری پوجا وغیرہ کرنے کے بعد سونے کی سلائی سے بچہ کی زبان پر شہد کے ساتھ تین بار کچھ لکھ دے۔ پانچواں امر یہ ہے کہ بچہ کی پیدائش کے بارہ روز بعد حسب دستور ماتری پوجا وغیرہ کر کے اس کا نام رکھا جائے۔ اور پھر چھٹا امر یہ ہے کہ بچہ جب چار ماہ کا ہو جائے۔ اور پانچواں مہینہ شروع ہو۔ تو اسے گھر سے باہر نکال کر "سورج درشن" کرائے اور سنکھ میں دودھ بھر کر سورج نرائن کے بھینٹ چڑھائے۔ ساتویں جب بچہ چھٹے مہینہ میں قدم رکھے تو اسے اناج کھلائے۔ آٹھویں جب لڑکا تین یا پانچ برس کا ہو۔ تو ماتری پوجا کرنے کے بعد اپنے خاندان کی رسم کے مطابق بچہ کا "مونڈن" اور "کھن چھیدن" کرے۔ نواں سنسکار یہ ہے۔ کہ سولھویں برس میں لڑکے کو ماتری پوجا کے بعد جنئو پہنا دے۔ اور دسویں یہ کہ جب لڑکا بیس برس کا ہو جائے۔ تو اس کا بیاہ کر دیا جائے۔

بیاہ کی اقسام اور قواعد

یہ دس سنسکار ہیں۔ جن پر عمل کرنے سے ایک کائستھ اپنے دھرم کا پیرو کہلا سکتا ہے آخری سنسکار یعنی بیاہ کے بارہ میں ان کی مذہبی ہدایات یہ ہیں۔ کہ لڑکی والوں سے جہیز وغیرہ کی تعیین کرانا اور پھر لڑکے کو اس کے ساتھ بیاہنے پر رضامند ہونا جائز نہیں۔ کیونکہ اس طرح لڑکیوں کی شادی میں تاخیر واقع ہو جاتی ہے۔ جو بہت سخت گناہ ہے۔ بیاہ کی آٹھ قسمیں ان کے ہاں پائی جاتی ہیں۔ ان کے سوا کسی اور رسم و رواج کو دخل دینا خلاف دھرم سمجھا جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہیں اول برہمن بیاہ ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ لڑکے کو اپنے گھر پر بلا کر لڑکی اس کے حوالہ کر دی جائے۔ دوسرے دیو بیاہ یعنی "جگ" کا انتظام اسی "جگ" میں اپنی لڑکی کسی کو دے دی جائے۔ تیسرے ارکھ بیاہ ہے۔ یعنی لڑکے والوں سے ایک بیل اور ایک گائے لے کر لڑکی کو دی جائے۔ اور پھر لڑکی کو رخصت کر دیا جائے۔ ایک پرجاپت بیاہ ہے۔ یعنی مذہب کے نام پر کسی کو لڑکی دیدی جائے۔ اسور بیاہ یہ ہے کہ روپیہ لے کر لڑکی کسی کو دے دی جائے۔ گندھرب بیاہ یہ ہے۔ کہ لڑکا لڑکی اپنی رضامندی سے ایک دوسرے کے ساتھ شادی کر لیں۔ اور راکھشی بیاہ یہ ہے کہ کسی کی لڑکی کو زبردستی قابو کر کے گھر میں ڈال لیا جائے۔ پساچ بیاہ یہ ہے کہ لڑکی سے سوتے ہوئے یا اسے نشہ کے ذریعہ بے ہوش کر کے اس کے ساتھ صحبت کر لی جائے گویا یہ بھی ایک قسم کا بیاہ ہے۔ اور اس طرح بھی کسی کی لڑکی کو بیوی بنایا جا سکتا ہے۔ جہیز وغیرہ کی رسوم جو آج کل مروج ہیں۔ یہ خلاف دھرم سمجھی جاتی ہیں۔ لڑکی والے کے لئے دھرم پستکوں کے رو سے صرف اس قدر ضروری ہے کہ ایک دھوتی اور دوپٹہ لڑکی کو دے اور ایک دھوتی اور دوپٹہ لڑکے کو۔ ہاں اگر کسی کو توفیق ہو۔ تو وہ کپڑے اور زیور وغیرہ بھی دے سکتا ہے۔ لیکن اس کے لئے کوئی پابندی نہیں۔ برات کو کھانا کھلانا اور برہمنوں کو بھوجن کرانا اور نذر دینا بھی بیاہ کے موقعہ پر ضروری ہے۔

کائستھوں کی ابتدا کے متعلق ایک عجیب قصہ

کائستھوں کے ایک دھرم شاستر بگیان تنتر کے ساتویں پٹیل میں ان کی پیدائش کے متعلق ایک عجیب قصہ لکھا ہے جو یہ ہے۔ کہ ایک دن کیلاش پربت پر پاربتی جی نے شنکر جی سے استفسار کیا۔ کہ برہما جی نے کائستھوں کی پیدائش کیسے کی۔ شنکر جی نے جواب دیا۔ کہ یہ سوال آج تک کسی نے نہ پوچھا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ برہما جی نے پیدائش عالم کے وقت اپنے منہ۔ بازو۔ کمر۔ اور پاؤں سے برہمن چھتری۔ ویش اور شودر پیدا کئے۔ اور دھرم راج کو حکم دیا۔ کہ ان کے افعال کے مطابق انہیں سزا جزا دیتے رہو۔ اس طرح یہ سلسلہ شروع ہو گیا۔ جس پر ایک لمبا عرصہ گذر گیا۔ اور برہما جی کی مخلوق بڑھتے بڑھتے یہاں تک بڑھ گئی۔ کہ دھرم راج ہر ایک کے اچھے برے افعال کو منضبط کرنے کے ناقابل ہو گیا لہذا اس نے ایک روز برہما جی کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی اس مشکل کو پیش کیا۔ یہ سن کر برہما جی بہت متردد ہوئے۔ اور دیر تک اسی فکر میں پڑے رہے۔ کہ اس کا کیا انتظام کیا جائے۔ یکایک ان کے دل سے ایک "پورش، پدم لوچن سیام سروپ" قلم دوات ہاتھ میں لئے پیدا ہوا۔ اور برہما جی کو سلام کرنے کے بعد اس نے عرض کیا۔ کہ آپ نے جب برہمن۔ چھتری۔ ویش۔ اور شودر پیدا کر کے ان کے علیحدہ علیحدہ فرائض مقرر کر دئے ہیں۔ تو پھر میرے لئے کیا حکم ہے۔ میں کیا کام کروں اور میرا ورن کیا ہوگا۔ برہما جی نے جواب دیا۔ کہ بیٹا باقی اقوام تو صرف میرے ایک ایک عضو سے پیدا ہوئی ہیں۔ مگر تم میری کایا یعنی تمام جسم سے پیدا ہوئے ہو۔ تم میرے دل میں پوشیدہ تھے۔ اس لئے تمہارا نام چت گوپت ہے۔ تمہارا ورن پانچواں اور قوم کائستھ ہے تمہارا کام یہ ہے کہ دھرم راج کی کچہری میں بیٹھ کر تمام لوگوں کے نیک و بد اعمال کا حساب لکھو اور ان کے بدلے میں ویدوں کی مقرر کردہ سزائیں یا جزائیں ان کے لئے تجویز کرو۔ اس کے بعد برہما جی نے اسے "دس باتیں" جو اوپر بیان کی گئی ہیں۔ اس کے فرائض کے طور پر بتائیں۔ اس کے بعد چت گوپت دھرم راج کی کچہری میں پہونچے اور مفوضہ فرائض سر انجام دینے لگے۔ کچھ عرصہ بعد انہوں نے دو شادیاں کیں۔ اور دونو سے بارہ بیٹے پیدا ہوئے۔ جن کی تعلیم و تربیت برہما جی کے تعلیم کردہ سنسکاروں کے مطابق کی گئی۔ موجودہ کائستھ قوم انہی کی نسل سے ہے۔ اس لحاظ سے گویا کائستھ اپنے آپ کو تمام ورنوں سے برتر اور اعلیٰ سمجھتے ہیں۔*

فضیلت اسلام

زبانِ عربی کی عدیم المثال وسعت

پیشتر ازیں ایک مضمون زبان عربی کی عدیم المثال وسعت پر لکھا گیا ہے۔ جس میں بتایا گیا تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے پاک کلام قرآن مجید کو جس زبان میں نازل کیا۔ وہ ہمیشہ زندہ رہنے والی اور تمام دنیا کی زبانوں سے زیادہ وسیع مطالب پر مشتمل ہے۔ آج بھی اسی ذیل میں بعض اور باتیں عرض کی جاتی ہیں۔

بادلوں کی اقسام

ہر شخص جانتا ہے۔ کہ عموماً ایک چیز کا ایک ہی نام ہوتا ہے مگر زبان عربی کی حیرت انگیز وسعت کا اس سے پتہ چل سکتا ہے کہ اس میں مختلف نظریات کے ماتحت ایک چیز کے مختلف نام رکھے جاتے ہیں۔ چنانچہ مثال کے طور پر صرف بادل کا لفظ پیش کیا جاتا ہے

مُزن

عربی زبان میں ایک قسم کے بادل کو مزن کہا جاتا ہے۔ جو ابر مرغ کے سفید نرم پروں کی طرح سبک ہوتے ہیں۔ ان کا یہ نام ہے۔ قرآن مجید میں یہ لفظ ذیل کی آیت کریمہ میں استعمال کیا گیا ہے۔ افرءیتم الماء الذی تشربون ءانتم انزلتموہ من المزن ام نحن المنزلون۔ لو نشاء جعلناہ اجاجاً فلولا تشکرون۔ یعنے دیکھو بھی۔ جو پانی تم پیتے ہو۔ کیا تم نے اس کو مزن سے اتارا ہے۔ یا ہم اتارنے والے ہیں۔ اگر ہم چاہیں تو اسے کڑوا بنا دیں۔ پس تم کیوں شکر نہیں کرتے

سحاب کسف

ایک اور قسم کے بادلوں کو سحاب کسف کہا جاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اللہ الذی یرسل الریاح فتثیر سحاباً فیبسطہ فی السماء کیف یشاء ویجعلہ کسفاً فتری الودق یخرج من خلالہ (سورۂ روم) یعنے اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے۔ پھر وہ بادلوں کو اٹھا لاتی ہیں۔ اور بادلوں کو اللہ تعالےٰ جس طرح چاہے۔ آسمان میں پھیلا دیتا۔ اور انہیں تہ بتہ کر دیتا ہے۔ پھر تو دیکھے گا۔ کہ مینہ ان کے درمیان میں سے نکلتا ہے۔

غمامہ

بادلوں کی ایک اور قسم کو عربی زبان میں غمامہ کہا جاتا ہے یہ بادل اگرچہ نہایت کثیف اور گہرے ہوتے ہیں۔ مگر ان میں پانی نہیں ہوتا۔ جو برسے۔ لفظ غمامہ خود اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ اس سے مراد ایسے ہی بادل ہیں۔ جو آسمان پر گھرے ہوئے ہوں۔ مگر ان کا برسنا لازمی نہ ہو۔ قرآن کریم میں یہ لفظ کئی جگہ استعمال ہوا ہے۔ مثلاً ایک جگہ آتا ہے۔ وظللنا علیکم الغمام ہم نے تم پر غمام کا سایہ کیا۔ گویا یہ ایسا بادل ہوتا ہے۔ جو سورج کی تمازت کو تو روک دیتا ہے۔ مگر برستا نہیں

عارض ممطر

بادلوں کی ایک اور قسم کو عربی میں عارض ممطر کہا جاتا ہے ان کا رنگ سیاہ یا خاکی ہوتا ہے۔ اور زمین کے قریب ہوتے ہیں۔ یہ برسنے والے بادل ہیں۔ اور جب برسنے کے بعد کھل جاتے ہیں۔ تو آسمان پر نقرئی دھاریاں نظر آتی ہیں۔ ارشاد باری ہے۔ فلما راوہ عارضاً مستقبل اودیتھم قالوا ھٰذا عارض ممطرنا یعنے جب انہوں نے اس بادل کو اپنی وادیوں کے سامنے آتے ہوئے دیکھا۔ تو کہنے لگے۔ یہ عارض ممطر یعنے برسنے والا بادل ہے

سحاب المسخر

ایک اور قسم کو عربی زبان میں سحاب المسخر کہا جاتا ہے۔ یہ بادل وہ ہوتے ہیں۔ جو کبھی نہیں برستے۔ انہیں سحاب المسخر اس لئے کہا۔ کہ بادل کی بالعموم خاصیت برسنے کی ہوتی ہے۔ مگر یہ پانی نہیں برساتا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ والسحاب المسخر بین السماء والارض۔ ہم اس بادل کو گواہ ٹھہراتے ہیں جو زمین و آسمان کے درمیان مسخر ہوتا ہے

سحاب ثقیل

ایک اور قسم کو سحاب ثقیل کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ھو الذی یرسل الریاح بشراً بین یدی رحمتہ حتیٰ اذا اقلت سحاباً ثقالاً سقناہ لبلد میت فانزلنا بہ الماء فاخرجنا بہ من کل الثمرات وہی خدا ہے۔ جو خوشخبری دینے والی ہوائیں اپنی رحمت کے آگے آگے بھیجتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ ہوائیں ثقیل بادلوں کو اٹھا لاتی ہیں تو ہم انہیں مردہ شہر کی طرف ہانک دیتے ہیں۔ اور پانی برساتے۔ اور ان سے طرح طرح کے پھل پیدا کرتے ہیں

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابر ثقیل وہ ہے۔ جو پانی سے گراں بار ہو۔ اور برس کر کھیتوں کو ہرا بھرا کر دے۔ پھل بکثرت لگیں

سماء مدرار

بادلوں کی ایک اور قسم عربی زبان میں سماء مدرار سے موسوم ہے۔ قرآن کریم میں حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق آتا ہے انہوں نے کہا۔ یا قوم استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ یرسل السماء علیکم مدراراً ویزدکم قوۃ الیٰ قوتکم ولا تتولوا مجرمین۔ یعنے اے قوم اپنے رب کے حضور توبہ کرو۔ وہ تم پر خوب برسنے والا بادل بھیجے گا۔ اور تمہاری طاقتوں کو زیادہ کرے گا۔ پس تم مجرموں کی طرح اعراض مت کرو۔

اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سماء مدرار وہ بادل ہے۔ جو خوب برستا ہے۔ اور اس سے تالاب اور چشمے وغیرہ بھر جاتے ہیں۔ اناج اور پھل بکثرت پیدا ہوتے ہیں۔ اور اس طرح انسانوں کی زندگی آسودگی اور فارغ البالی سے بسر ہوتی ہے ؎

سحاب مرکوم

بادلوں کی ایک اور قسم کو سحاب مرکوم کہا جاتا ہے۔ سورۂ نور میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ الم تر ان اللہ یزجی سحاباً ثم یولف بینہ ثم یجعلہ رکاما۔ کیا تو نے نہیں دیکھا۔ کہ خدا ہی بادلوں کو چلاتا ہے۔ پھر انہیں آپس میں ملا دیتا ہے۔ اور ان کو تہ بتہ کر دیتا ہے۔ گویا سحاب رکام وہ ہے۔ جو بہت سے بادل ملکر آسمان کو گھیر لیتے ہیں۔ دوسری جگہ فرماتا ہے۔ وان یروا کسفاً من السماء ساقطاً یقولوا سحاب مرکوم اگر یہ لوگ آسمان سے کوئی ٹکڑہ گرتا ہوا دیکھیں۔ تو کہیں یہ سحاب مرکوم ہے

معصرات

بادلوں کی ایک اور قسم کو عربی میں معصرات کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وانزلنا من المعصرات ماءً ثجاجاً لنخرج بہ حباً ونباتاً وجنات الفافا یعنے ہم نے نچوڑنے والی بدلیوں سے پانی کا ریلا نازل کیا۔ تاکہ ہم اس کے ذریعہ دانہ سبزہ اور گھنے باغات نکالیں ؎

زیر اور زبر میں معانی

زبان عربی کی وسعت کا اس امر سے بھی پتہ چل سکتا ہے۔ کہ بسا اوقات یہ زبان کبھی زیر اور زبر اور پیش سے ہی ایسا کام لیتی ہے۔ جس کے لئے دوسری زبانیں کئی الفاظ کی محتاج ہوتی ہیں مثلاً خِ کے معنے ہیں۔ نہ آہستہ چل نہ جلدی بلکہ میانہ روی اختیار کر۔ دِ کے معنے ہیں۔ بھڑک اور روشن ہو۔ شِ کے معنے ہیں اپنے کپڑے کو منقش کر۔ نِ کے معنے ہیں سست ہو جا۔ فِ کے معنی ہیں وفا کر۔ قِ کے معنی ہیں نگاہ رکھ۔ لِ کے معنے ہیں نزدیک ہو۔ عِ کے معنی ہیں یاد کر اور اِ کے معنی ہیں وعدہ کر۔ گویا ایک مفہوم کے ادا کرنے کے لئے جہاں دوسری زبانیں کئی کئی الفاظ کی محتاج ہیں۔ وہاں عربی صرف زیر زبر سے ہی کام لے لیتی ہے۔

مختصر الفاظ کا وسیع مفہوم

اسی طرح عربی زبان کے بعض الفاظ نہایت مختصر ہوتے ہیں مگر معانی کے لحاظ سے بہت وسعت رکھتے ہیں۔ مثلاً عرمنت کے معنی ہیں۔ میں مکہ اور مدینہ اور جو ان کے ارد گرد دیہات ہیں سب دیکھ آیا ہوں۔ طرمغلت کے معنی ہیں میں پیسنے کی روٹی کھاتا ہوں۔ اور ہمیشہ پیسنے کی روٹی کھانے کا عہد کر چکا ہوں جبثم کے معنے ہیں۔ کہ آدھی رات چلی گئی۔ اور حیعل کے معنے ہیں۔ کہ آؤ نماز پڑھو۔ وقت نماز ہے۔ اسی طرح اور بہت سے الفاظ ہیں۔ جو معانی کے لحاظ سے اپنے اندر حیرت انگیز وسعت رکھتے ہیں ؎

مراسلات

مسلمانانِ کشمیر کو ایک اہم اور مفید مشورہ

ایک گریجویٹ کے قلم سے

شاندار قربانیاں

عرصہ دراز تک شاندار مالی اور جانی قربانیوں کے بعد خداتعالےٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے مسلمانانِ کشمیر کو اس قابل بنایا۔ کہ وہ اپنے جائز حقوق حاصل کریں۔ ریاست کشمیر ان کے تمام مطالبات کو حق بجانب قرار دیتے ہوئے گلینسی کمیشن کی سفارشات کو بتدریج ملک میں نافذ کر رہی ہے۔ اور وہ دن قریب ہے جبکہ مسلمان اپنے مطالبات حاصل کرلینگے

ذمہ واریوں میں اضافہ

لیکن جوں جوں کشمیر کے مسلمان اپنے حقوق حاصل کر رہے ہیں۔ ساتھ ہی ان کی ذمہ واریوں میں روز بروز اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ اور اگر مسلمانانِ کشمیر نے اپنی تمدنی معاشرتی اور تعلیمی حالت کی ترقی کے لئے کوئی خاص قدم نہ اٹھایا۔ اور اپنے قومی وقار کو قائم نہ رکھا۔ تو کچھ بعید نہیں۔ کہ وہ اپنے تمام حقوق یا تو ضائع کردیں گے۔ یا عطائے حقوق کا قدم نہایت ہی سست ہوگا۔ اتنا سست جس کی حرکت کا احساس بھی نہ ہو ۔

مسلمانوں کا فرض

اب جبکہ ریاست نے عطائے حقوق کے لئے عملی قدم بھی اٹھایا ہے مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ وہ اس قابل ہوجائیں کہ جو کچھ انہیں اس وقت تک ملا ہے۔ اسے مضبوطی سے پکڑ لیں۔ اور اپنے اندر جلد تر خاص قابلیت پیدا کرکے باقی حقوق کے لئے تیار ہوجائیں۔ ریاست کو یہ کہنے کا موقعہ دینا کہ مسلمان تعلیم یافتہ اور قابل نہیں ہیں۔ قابل شرم بات ہے۔ جمیع مسلمانان ہند کشمیری مسلمانوں کی ترقی اور کامیابی کا بغور مطالعہ کر رہے ہیں۔ اور امیدرکھتے ہیں۔ کہ کشمیری مسلمان نہایت عجلت کے ساتھ ترقی کے منازل کو طے کرتے ہوئے منزل مقصود تک پہنچ جائیں گے ۔

افسوسناک خانہ جنگی

لیکن کس قدر افسوس کا مقام ہے۔ کہ کشمیری مسلمان بجائے اپنے آپ کو مطالبات کا حقیقی اہل ثابت کرنے کے خانہ جنگی میں مصروف ہوگئے ہیں۔ اور اتحاد و اتفاق کو چھوڑ کر باہمی کشت وخون کی طرف مائل ہیں۔ کیا ان کا خیال ہے۔ کہ وہ باہمی جنگ وجدل کو جاری رکھ کر اور سفارشات سے بھی ساتھ فائدہ اٹھا سکیں گے۔ باہمی جنگ بھلا مسلمانوں کو کیونکر پنپنے دے گی۔ بلکہ کشمیری مسلمانوں کی موجودہ حالت سے تو خطرہ ہے۔ کہ وہ کہیں اپنی تمام قربانیوں اور جدوجہد کے نتیجہ پر پانی ہی نہ پھیر دیں۔ اور ان کا قدم وہیں آپڑے جہاں سے پہلے اٹھا تھا ۔

اس کے علاوہ کشمیری مسلمانوں کے موجودہ اختلافات دیگر مسلمانوں کی ہمدردی کو بھی کھو رہے ہیں۔ پس کشمیری مسلمانوں کے لئے ان کا موجودہ دَور نہایت اہم اور نازک ہے۔ ترقی اور تنزل دونوں سامنے ہیں۔ اور کشمیری مسلمانوں کا قدم دوسرے راستہ کی طرف اٹھ رہا ہے۔ اس لئے مجھے ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ انہیں بروقت مشورہ دیا جائے کہ وہ خطرناک راستہ سے بچیں۔ اور غیر مسلموں کو ہنسی اور مذاق کا مزید موقع نہ دیں ۔

یہ ایک تمہیدی مضمون ہے۔ جسے میں تین قسطوں میں مکمل کروں گا۔ اور اگلی اقساط میں مسلمانوں کو بتاؤں گا کہ ان کے لئے اب کونسا لائحہ عمل ہے۔ جس پر گامزن ہوکر وہ بام ترقی پر پہنچ سکتے ہیں ۔

آل انڈیا کشمیر کمیٹی

بعض غلط فہمیوں کا ضروری ازالہ

از قلم ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ایل۔ ایم۔ ایس لاہور

میری چٹھی درباره آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی نسبت بعض احباب کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ کہ وہ صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب یا ان کی جماعت کے مشورہ سے لکھی گئی ہے۔ اور اس میں ان کی بے جا حمایت کی گئی ہے۔ چنانچہ اخبار "زمیندار" مورخہ ۸ اگست اور ۱۰ اگست میں مولوی ظفر علی صاحب نے اپنی عادت کے مطابق اس پر پھبتی اڑائی ہے۔ اور سید محسن شاہ صاحب ایڈووکیٹ نے بھی "ایسٹرن ٹائمز" مورخہ ۱۱ اگست میں اس پر تبصرہ فرمایا ہے۔ اس لئے پیداشدہ چند غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے ذیل کی سطور سپرد قلم کرتا ہوں۔

(۱) میں ڈلہوزی میں تھا۔ جبکہ میں نے "ایسٹرن ٹائمز" میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے نئے انتخاب کے متعلق کارروائی پڑھی۔ میں نے اس پر اپنی سمجھ کے مطابق اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ نہ ہی میں نے مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سے یا ان کی جماعت کے کسی فرد سے مشورہ کیا۔ اور نہ ہی مولانا مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور سے مشورہ کیا۔ اگرچہ وہ بھی اسی جگہ موجود تھے۔ البتہ ٹائپ شدہ کاپی ضرور ان کے ملاحظہ کے لئے ارسال کی تھی۔ مگر انہوں نے اپنی رائے کا کوئی اظہار نہ کیا ۔

(۲) مولوی ظفر علی صاحب کا یہ خیال کہ میں نے مسلم جرائد کے بجائے دل کی بھڑاس نکالنے کے لئے ٹربیون کو ذریعہ بنایا۔ دور از حقیقت ہے۔ میں نے ڈلہوزی سے ایک ہی ڈاک میں سب اخبارات کو چٹھیاں ارسال کی تھیں۔ ٹربیون نے اگر سب سے اول اسے شائع کردیا۔ تو کیا برا ہوا؟ دیگر اخبارات نے یکے بعد دیگرے کچھ وقفہ سے اسے شائع کردیا۔ اردو اخبارات میں اشاعت میں تاخیر اس لئے ہوئی۔ کہ چٹھی انگریزی میں تھی۔ اور ترجمہ کرانے کی وجہ سے انہوں نے اسے دیر سے شائع کیا۔ ہر صاحب عقل سمجھ سکتا ہے۔ کہ اس میں طعنہ زنی کی کوئی بات نہیں۔

(۳) میں نے مرزا محمود احمد صاحب کے متعلق صرف یہی لکھا ہے۔ کہ انہوں نے بحیثیت صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی اچھا کام کیا ہے ان کے عقائد خصوصی سے موافقت کا اظہار نہیں کیا۔ ان کی خدمات کا اعتراف مسلمانانِ کشمیر بارہا کرچکے ہیں۔ اور آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے ایک قرارداد پاس کرکے ان کی خدمات کی داد بھی دی خود سید محسن شاہ صاحب نے میری چٹھی پر تبصرہ کرتے ہوئے مرزا صاحب اور ان کے رفقاء احمدی اصحاب کی خدمات کا اعتراف کیا ہے۔ میں نے بھی مرزا صاحب موصوف کی کوشش ومحنت کی داد دی تو کیا جرم کیا؟ کیا محض اختلاف عقیدہ کی وجہ سے کسی کی خوبی کو نظر انداز کردینا درست اور طریق اسلامی کے مطابق ہے؟ "زمیندار" کا یہ نتیجہ نکالنا۔ کہ انیس سال تک ہماری آپس میں محض جنگ زرگری تھی۔ اور یہ کہ دراصل ہمارے اور قادیانی فریق کے عقائد میں کوئی فرق نہیں۔ ہٹ دھرمی اور ناخدا ترسی نہیں۔ تو اور کیا ہے؟

(۴) آخر میں سید محسن شاہ صاحب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ کہ جو کارروائی اس جلسہ کے متعلق میں نے "ایسٹرن ٹائمز" میں پڑھی تھی۔ اس میں جہاں تک میرا خیال ہے۔ یہ ذکر نہ تھا کہ جلسہ فونڈیشن کمیٹی کا تھا۔ اور جو ممبر منتخب ہوئے وہ عارضی طور پر منتخب ہوئے تھے۔ ورنہ میں یہ اعتراض نہ کرتا۔ بہر حال میری چٹھی کے نفس مضمون سے ان کے اتفاق رائے کا شکریہ ہے۔ مگر یہ عرض کرنا بے محل نہ ہوگا۔ کہ لاہور کی فونڈیشن کمیٹی صرف لاہور کشمیر کمیٹی قائم کرسکتی ہے۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے لئے فونڈیشن کمیٹی بھی آل انڈیا کیرکٹر کی ہونی چاہیئے تھی۔

حکومت کشمیر اور اصلاحات

حکومت کشمیر نے گذشتہ دنوں اخبارات میں ایک بیان شائع کرایا ہے۔ جس میں بتایا ہے۔ کہ حکومت نے گلینسی سفارشات پر عمل درآمد شروع کر کے مسلمانوں کو بہت سے حقوق دیدئے ہیں۔ ریاست نے تو بیرون کشمیر کے لوگوں کو یہاں تک بتایا ہے۔ کہ مہاراجہ بہادر کی حکومت عطائے حقوق میں گلینسی کمیشن کی سفارشات سے بھی آگے بڑھ گئی ہے۔ لیکن جب بنظر غور دیکھا گیا۔ اور اصل حالات حاصل کئے گئے تو تعجب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ کہ مسٹر کالون جیسے مدبر وزیر نے کس قدر مضحکہ خیز اور بے حقیقت بیان شائع کرایا ہے اور اب معلوم ہوا ہے کہ یہ سب کچھ محض پروپیگنڈا کی خاطر تھا جو کچھ اصل میں دیا گیا ہے۔ وہ بہت کم ہے۔ اس بیان کا مطلب شاید صرف یہ تھا۔ کہ بیرونی مسلمانوں اور انگریزوں کی ہمدردی حاصل ہو سکے۔ لیکن آخر کار اس تمام بیان کی قلعی کھل گئی اور معلوم ہوا ہے کہ حالات اس کے بالکل برعکس ہیں ہم تفصیل کے ساتھ اس بیان کے متعلق آئندہ لکھینگے۔ اور بتائیں گے کہ ریاست نے کیا ظاہر کیا ہے۔ اور حقیقت عمل کیا ہے۔ اس وقت حکومت کشمیر سے درخواست ہے کہ مہربانی کر کے وہ ذرا ان ملازمتوں کے اعداد و شمار اور تناسب شائع کرے جو مسلمانوں کو غیر مسلموں کے مقابلہ میں دی گئی ہیں۔ اس سے خود پبلک کو معلوم ہو جائیگا کہ ریاست وہ بیان شائع کرنے میں کہاں تک حق بجانب ہے۔

مسلمان اس قسم کی طفل تسلیوں سے کبھی خوش نہیں ہو سکتے اس قسم کے بیانات سے تو ریاست اپنا وقار کھو رہی ہے

(نامہ نگار)

بنگلور و شیموگہ میں شاندار تبلیغ احمدیت

ماہ مئی کے آغاز سے بنگلور میں مولوی ظفر علی آف زمیندار کے شاگردوں نے نہایت زور شور سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت شروع کی۔ اس کے اندفاع کے لئے جماعت احمدیہ کی طرف سے "رسی" کو احمدیہ پریس قائم کیا گیا۔ جس کے ذریعہ معاندین کے غلط پروپیگنڈا کی تردید ہوتی رہی۔ ماہ جون میں مولانا غیر صاحب و مولوی محمد نعمان صاحب حیدرآباد سے تشریف لائے۔ مولانا صاحب موصوف کے بیان اور شیموگہ میں متعدد اردو و انگریزی لیکچرز ہوئے۔ جن کا پبلک پر بہت نمایاں اثر ہوا۔ اور مولانا موصوف کے ذریعہ آٹھ افراد نے بیعت کی۔ ماہ مئی سے اس وقت تک غیر احمدی اور عیسائیوں کے اعتراضات وغیرہ کے جواب میں ۵۰ تقریباً دس ہزار اور دو انگریزی ٹریکٹ و اشتہارات وغیرہ تقسیم کئے گئے۔ یہاں تقسیم کرنیکے علاوہ قریباً پچیس دوسرے شہروں و مقامات میں (جہاں معاندین کی طرف سے احمدیت کے خلاف غلط پروپیگنڈا کیا گیا تھا) بذریعہ ڈاک روانہ کئے گئے۔ ان میں سے آٹھ ہزار تو اپنے پریس میں طبع کئے گئے اور باقی قادیان۔ لاہور۔ حیدرآباد۔ سکندرآباد سے منگوائے گئے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس وقت تک اکیس افراد تحقیق حق کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ مولوی محمد نعمان صاحب کریم پوری تاحال یہاں پر ہی ہیں۔ اور غیر احمدی و عیسائیوں میں انفرادی طور پر تبلیغ کر رہے ہیں۔

خادم۔ غلام قادر شرقی عفی عنہ سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ بنگلور۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مضمون سے چند فقرات بحوالہ الفضل ۲۱ فروری ۱۹۳۳ء

ہومیوپیتھک علاج

کے ذکر میں نقل کئے جاتے ہیں۔ حضور فرماتے ہیں "اس کے بعد ہومیوپیتھک طریق علاج یعنی علاج بالمثل کی دریافت نے طبی دنیا میں ایک تغیر عظیم پیدا کر دیا ہے۔ یہ معلوم کر کے انسان کو سخت حیرت ہوئی کہ اسکی شفایابی کے لئے خدا تعالیٰ نے نہایت حکمت سے ان ہی ادویہ میں قوت شفا بھی رکھی ہوئی ہے۔ جن سے اس قسم کی مرض پیدا ہوتی ہے۔ گویا بیماری کے ساتھ ہی اس کا علاج بھی رکھا ہے۔ جو چیز جس قسم کی بیماری بڑی مقدار میں پیدا کرتی ہے۔ اسکی تھوڑی مقدار جو زہر یا بد اثر ڈالنے کی حد سے نکل جائے اسی قسم کی بیماری رفع کرنے میں نہایت مفید ثابت ہوئی ہے۔ اس طریق علاج سے بہت سے امراض جو پہلے لاعلاج سمجھے جاتے تھے۔ قابل علاج ثابت ہو گئے۔ اور طبی علوم میں بہت ترقی ہوئی"۔ یہی ہومیوپیتھک کا لب لباب ہے۔ الحمد للہ حضور کے خدام میں سے ایک ہومیوپیتھی کا ہاسپٹل شائع ہے۔ ناظرین کو چاہیئے کہ ہومیوپیتھی کی قدر کریں۔ لکل داء دواء الا الموت۔

ایم۔ ایچ۔ احمدی ہومیوپیتھ چنیوٹ گڑھ میواڑ

سرمہ نور افزا (رجسٹرڈ)

یہ بے نظیر سرمہ قیمتی اجزا سے مرکب ہے۔ بینائی کو قائم اور آنکھوں کو مختلف عوارض سے محفوظ رکھنے میں سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ آنکھوں کے جملہ امراض دھند۔ غبار۔ جالا۔ ککرے۔ خارش چشم۔ آنکھوں سے پانی آنا۔ لیسدار رطوبت کا نکلنا۔ پرانی سرخی۔ ابتدائی موتیا بند۔ وغیرہ غرض کل امراض کا واحد علاج ہے۔ جو لوگ کثرت مطالعہ اور باریک بینی سے قوت بینائی کمزور کر بیٹھے ہوں۔ یا عینک کے عادی ہو کر قدرتی طاقت کو بیکار کر دیا ہو۔ انہیں اس سرمہ کا استعمال ضرور کرنا چاہیئے۔ یہ سرمہ جملہ شکایات چشم کو دور کر کے آئندہ آنے والے عوارض سے آنکھ کو محفوظ رکھتا ہے۔ جن کی نظر روز بروز کمزور ہوتی جاتی ہو۔ وہ اس سرمہ کے استعمال سے زائل شدہ طاقت کو بحال کر لیں۔ اس بے نظیر سرمہ کے استعمال کے بعد آپ کو انشاء اللہ پھر کسی اور سرمہ کی تلاش نہ رہیگی قیمت فی تولہ ۲ روپیہ

پتہ:- عبدالرحمن کاتانی ایند سنز دواخانہ رحمانی قادیان

طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علیگڑھ

تعطیل کلاں کے بعد ۲۸ ستمبر ۱۹۳۳ء کو کھلیگا۔ داخلہ ۲۸ ستمبر سے یکم اکتوبر ۱۹۳۳ء تک ہوگا۔ سال اول میں داخلہ کی درخواستیں پرنسپل طبیہ کالج کے نام ۱۵ ستمبر تک پہنچنی چاہئیں اس کے بعد کوئی درخواست نہ لی جائیگی۔ داخلہ کے متعلق قواعد و ضوابط کی کتاب پرنسپل طبیہ کالج سے مفت مل سکتی ہے۔

پرنسپل

اردو شارٹ ہینڈ

مختصر نویسی کے مستند ماہر و شہرہ آفاق استاد مسٹر جی ایم مہتہ۔ ایف۔ ایس۔ ڈی۔ ایس۔ سی۔ ٹی۔ ایس ڈی (انگلینڈ) ایم۔ آئی۔ ایس۔ ڈی۔ ایم (پیرس) پرنسپل صاحب انڈین کارسپونڈنس کالج کی تازہ تصنیف صرف دس آسان سبق کوزہ میں دریا پراکٹس و نمونہ سبق مفت۔

منیجر انڈین کارسپونڈنس کالج بٹالہ پنجاب

لڑکی سے لڑکا

ایام حمل میں ۹ ہفتے تک جبکہ جنین کچی حالت میں ہوتا ہے این ڈی۔ ڈھلن صاحب ایل آر سی پی آئی وغیرہ لنڈن کی تیار کردہ مجرب و آزمودہ تین گولیاں کھلائیں۔ جراثیم نرینہ غالب اور مادینہ مغلوب ہو کر بفضل خدا لڑکا پیدا ہوگا۔ ضرور مستند فائدہ اٹھائیں۔ قیمت بڑائے نام پانچ روپیہ (صر) احمدی دوستوں کو مزید رعایت ہوگی۔ قیمتی تصادیق موجود ہیں۔ المشتہر:- ایم نواب الدین منیجر حبوب اولاد نرینہ میاں محلہ بٹالہ ضلع گورداسپور

ایک بہت باموقع مکان اندرون قصبہ قادیان

زیر فروخت ہے جو قصبہ کے شرقی حصہ میں محلہ دارالانوار کے سامنے بڑے چوک میں واقع ہے۔ کل رقبہ مع سفید زمین متعلقہ ڈیڑھ کنال سے زائد ہے۔ مالک مکان اپنی کسی خاص ضرورت کی بنا پر بازاری ریٹ سے کسی قدر ارزاں بھی دینے کیلئے تیار ہیں۔ خواہشمند احباب میری معرفت بالمشافہہ یا بذریعہ خط و کتابت تصفیہ کر سکتے ہیں۔ المشتہر

خاکسار:- محمد احمد مولوی فاضل (پسر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب) قادیان

کہ جسمانی بارش کے بادل سمندروں سے کیوں آتے ہیں۔ اسی طرح اس روحانی پانی کے لئے کوئی نہیں کہ سکتا۔ کہ قادیان کے سمندر سے کیوں آتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ خوش قسمت وہ ہیں۔ جو اس سے فائدہ اُٹھاتے ہیں ؂

پس کم وبیش پندرہ ہزار مخلص جلسہ سے تازہ دم ہو کر دنیا میں پھیل جاتے ہیں۔ اور مہینوں جلسہ کے اس تازہ اثر کے ساتھ تبلیغ کرتے ہیں۔ اور جلسہ سے مہینوں پہلے اُس کے شوق میں لوگوں سے ذکر کرتے رہتے ہیں۔ اور اس طرح کم از کم چھ ماہ ہزاروں احمدی محض جلسہ کی وجہ سے تبلیغ میں مصروف رہتے ہیں۔ اور اس طرح ہمارا جلسہ سالانہ ہمارے سلسلہ کا ایک عظیم الشان کام ہے، جس کا پورا کرنا اور جس کو بخیر و خوبی سرانجام دینا ہمارا بڑا فرض ہے ؂

جلسہ سالانہ کی نسبت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ کہ بیعت کی اصل غرض کو پورا کرنے والا ہے۔ اور بیعت کی غرض یہ فرماتے ہیں کہ :۔

"دنیا کی محبّت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے۔ جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو"

اور یہ حالت انقطاع کامل قربانی چاہتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اس قربانی کے لئے ایک تاریخی واقعہ کے ساتھ جماعت کو توجہ دلاتے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :۔

"سبق آموز تاریخی واقعہ

میں اس وقت ایک تاریخی واقعہ کی طرف توجہ دلا کر آپ لوگوں کو اپنے فرائض کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ آج سے ۱۳۰۰ سال پہلے ایک جماعت قائم کی گئی تھی اور ایسے نبیؐ کے ذریعہ قائم ہوئی۔ جو آخری نبی تھا یعنی تمام شرائع اس پر ختم ہو گئی تھیں۔ وہ کمالاتِ نبوّت کا خاتم اور کمالاتِ انسانی کا آخری نقطہ تھا۔ نہ تو نبوّت اپنے مقام میں اس سے آگے نکل سکتی ہے۔ اور نہ کوئی انسان کسی کمال میں اس سے آگے بڑھ سکتا ہے۔ وہ تمام کمالات میں سب سے آگے نکل جانے کی وجہ سے آخری نبی کہلایا۔ اور نہ صرف وہ اُس وقت آخری نبی تھا۔ بلکہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ وہ ہمیشہ کے لئے آخری نبی ہو گا۔ اور چونکہ وہ ہر آن ترقی کر رہا ہے۔ اس لئے وہ کسی کے لئے روک نہیں بنا.......... پس اُس نبیؐ کو تو اللہ تعالیٰ نے ایسا رُتبہ عطا کیا۔ کہ وہ ہمیشہ ہر آن آگے ہی آگے چلا جا رہا ہے۔ اور اس قدر تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ کہ کوئی انسان اس کے آگے نہیں نکل سکتا۔ ایسے نبی کے ذریعہ سے ایک جماعت دنیا میں قائم ہوئی۔ اس جماعت میں تفرقہ پیدا ہُوا۔ اور فساد شروع ہُوا۔ گو اس فساد کے بانی مبانی بعد میں آنے والے لوگ تھے۔ لیکن اس میں صحابہؓ کا بھی دخل تھا۔ اور وہ دخل کسی فساد کی بنا پر نہیں تھا۔ کسی عناد کی نیّت پر مبنی نہیں تھا۔ بلکہ اسلام کی خدمت اور حفاظت کے لئے تھا۔ اس تفرقہ میں ایک طرف حضرت علیؓ تھے۔ اور دوسری طرف حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ تھے۔ ان میں سے ہر ایک یہ چاہتا تھا۔ کہ ہم فساد اور تفرقہ کو مٹا دیں۔ اور اسلام کی حفاظت کریں چنانچہ ایک دفعہ ایک جگہ یہ دونو لشکر ملے۔ تو حضرت علیؓ نے حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کو یاد دلایا۔ کہ رسول اللہؐ نے آپ لوگوں کو فرمایا تھا۔ کہ تمہارا فلاں موقع پر کھڑا ہونا بہت بُرا ہو گا۔ حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کو بھی رسول کریمؐ کا یہ فرمان یاد آیا۔ تو اُسی وقت وہ اُس میدان سے ہٹ گئے۔ اور جنگ کا ارادہ چھوڑ دیا.... جب بعض شریروں نے جو بانیٔ فساد تھے دیکھا کہ صُلح ہونے لگی ہے .... انہوں نے شرارت سے یہ منصوبہ کیا۔ کہ حضرت عائشہؓ پر تیر اندازی کریں ..... مسلمان یہ کبھی برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ وہ عائشہؓ کہ جس کی رانوں پر رسول اللہؐ سر رکھ کر سوئے ہوں۔ اور جس کی گود میں رسول اللہؐ نے وفات پائی ہو۔ اُسے وہ تیروں کا تختۂ مشق بنتی ہوئی دیکھیں...... مسلمان دوڑ کر حضرت عائشہؓ کے ہودج کے قریب اُن کی حفاظت کے لئے پہنچ گئے...... ایک قبیلہ عرب جو کئی سو کی تعداد میں میدان جنگ میں موجود تھا۔ وہ سارے کا سارا حضرت عائشہؓ کے گرد جمع ہو گیا.....

اُس وقت مالک جو میرے نزدیک فتنہ میں بہت بڑا حصّہ دار تھا۔ حضرت عائشہؓ پر حملہ کر رہا تھا۔ اور وہ عام لوگوں میں نیک خیال کیا جاتا تھا یہاں تک کہ حضرت علیؓ کا بھی اس کے متعلق اچھا خیال تھا ممکن ہے۔ کہ وہ طبیعت کا متقّی ہی ہو۔ لیکن بعض ظاہری نیک اعمال کی وجہ سے اچھا خیال کیا گیا ہو۔ مگر تاریخ بتاتی ہے۔ کہ بانیان فساد میں سے ایک یہ بھی تھا۔ تاریخ میں اس کے بہت سے جھوٹ ثابت ہیں۔ حضرت عثمانؓ کے خلاف بھڑکانا بھی ثابت ہے۔ کم از کم میری عقل اس بات کو دیکھ کر کہ وہ شخص رسول اللہؐ کی حرمت پر حملہ کر رہا ہے۔ اسے بزرگ ماننے کے لئے تیار نہیں۔ مجھے تو یہاں تک معلوم ہے۔ کہ مسیح موعودؑ حضرت علیؓ کے متعلق یہ رائے رکھتے تھے۔ کہ وہ حضرت عائشہؓ کی اور بھی خدمت کرتے (یعنی حضرت علیؓ نے کافی حفاظت و خدمتگذاری نہیں کی) تو وہ شخص جو اُن پر حملہ کر رہا ہو۔ وہ کیسے بزرگ تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ اور میرے اس خیال کی تصدیق حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بھی کرتے ہیں۔ جو اسلام میں پہلے مجدّد ہیں"

حضرت عبداللہ بن زبیر کی فدائیت

مالک جب حضرت عائشہؓ پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔ تو حضرت عبداللہؓ بھی میدان جنگ میں پہنچ گئے......

اُن کو اللہ تعالیٰ نے مضبوط دل دیا ہُوا تھا۔ وہ خاندان نبوّت میں سے تھے۔ جو سب کے سب بہادر تھے اور یہ نوجوان بھی تھے۔ ان کے مقابل مالک بھی تجربہ کار اور قوی تھا۔ اس لئے پہلے تو دونو کا خوب مقابلہ ہوتا رہا۔ مگر جب تلواریں ٹوٹ گئیں تو کُشتی شروع ہو گئی۔ حضرت عبداللہ گو بہادر تھے لیکن جسم کے ہلکے تھے۔ اور مالک طاقت میں زیادہ تھا۔ اس لئے حضرت عبداللہؓ جب طاقت میں اُس کا مقابلہ نہ کر سکے۔ تو اُنؓ کو مالک نے نیچے گرا لیا اب دونو طرف سے لشکر خاموش کھڑے تھے۔ اور دونو نے ہتھیار رکھے ہوئے تھے۔ اس خیال سے کہ ان کے آدمی کو نقصان نہ پہنچے۔ اس وقت حضرت عبداللہؓ کُشتی لڑتے ہوئے شعر پڑھ رہے تھے۔ اور اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر رہے تھے کہ اے دوستو! دیکھ کیا رہے ہو۔ تم میری پروا نہ کرو۔ مالک کو میرے ساتھ ہی قتل کر دو.....

حضرت عبداللہؓ کا نمونہ اختیار کرو

دیکھو آج فتنہ دجّال کا زمانہ ہے۔ اور اس فتنہ کی وجہ سے اسلام پر ایک بہت بڑی مصیبت وارد ہے۔ جو اس کو کھائے چلی جاتی ہے۔ اس لئے

اس وقت ضرورت ہے۔ کہ ایسی قوم اُٹھے جو حضرت عبد اللہؓ کی طرح پکارے۔ کہ اگر کفر کو مٹاتے ہوئے ہم آپ بھی مٹ جائیں تو کوئی پروا نہیں۔ وہ قوم کہ جس کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کی طرح پکارے۔ وہ احمدی جماعت ہے ٭

اسماعیلی مشابہت حاصل کرو

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو ابراہیمؑ بھی کہا ہے۔ یعنی آپ کو حضرت ابراہیمؑ سے مشابہت دی ہے۔ یہ مشابہت اسی طرح پوری ہو سکتی ہے۔ کہ آپ کے رُوحانی فرزند بھی اسی طرح قربان ہونے کے لئے تیار ہوں۔ جس طرح حضرت ابراہیمؑ کے فرزند حضرت اسماعیلؑ تیار تھے۔ اب تلوار کا زمانہ نہیں رہا۔ دین کے لئے توپوں اور بندوقوں کا زمانہ نہیں۔ اب ایک اور قسم کی قربانی مسلمانوں کے لئے ہے۔ وہ یہ کہ لوگ بھوکے اور پیاسے رہ کر اسلام کو بلند کریں۔ اور اس کو مضبوط کریں...... ابتلا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے دو قسم کے ہوتے ہیں...... کبھی تو اللہ تعالیٰ تلوار کے ذریعہ امتحان لیتا ہے۔ اِدھر تلوار گردن پر پڑی اور اُدھر وہ مارا گیا۔ اور کبھی وہ مزمنہ امتحان لیتا ہے۔ جو لمبی موت کا امتحان ہوتا ہے۔ اس میں وہ چاہتا ہے۔ کہ ہر روز تم پر موت وارد ہو۔ یہ امتحان اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے رکھا ہے۔ اور یہی موت حضرت مسیح موعودؑ کو قبول کرنی پڑی۔ اسی واسطے آپؑ فرماتے ہیں:۔ ع صد حسین است در گریبانم۔ یعنی حسینؓ تو ایک دفعہ تلوار کے نیچے آکر قتل ہوئے مگر مَیں ہر وقت خدا کے دین کے لئے قربان ہوتا ہوں۔ یہی قربانی اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت کے لئے مقرر کی ہے ٭

اسلام ہم سے موت مانگتا ہے

اسلام کے مصائب و مشکلات یونہی نہیں دُور ہو جائیں گے وہ ایک قربانی چاہتے ہیں۔ اور ہزاروں لاکھوں کی قربانی چاہتے ہیں۔ جب تک تمام افراد اس قربانی کے لئے تیار نہ ہونگے۔ اس وقت تک کبھی ہماری جماعت کو کسی قسم کی ترقی اور کامیابی نہیں مل سکتی۔ اسلام کی زندگی ہماری موت کو چاہتی ہے۔ اور جو شخص اپنی زندگی چاہتا ہے۔ وہ دوسرے لفظوں میں اسلام کی موت چاہتا ہے۔ اسلام آرام چاہتا ہے۔ لیکن جو شخص اپنے لئے آرام چاہتا ہے۔ اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ وہ اسلام کے لئے دُکھ اور مصیبت چاہتا ہے۔ کیا بدقسمت وہ شخص ہوگا۔ جو اپنی زندگی اور آرام کو اسلام کی زندگی اور آرام پر مقدم کرے...... دیکھو قربانی کے لئے کس قدر اعلیٰ مقام پر انسان کو پہنچنا پڑتا ہے۔ کہ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ جیسا جرنیل اپنے بھائیوں کو ہی کہتا ہے۔ کہ مجھے اپنے ہاتھ سے قربان کردو۔ وہ دوست اور عزیز جو ہر وقت اِردگرد اُن پر اپنی جانیں لڑا دینے کے لئے جمع رہتے تھے۔ ان سے وہ درخواست کرتے ہیں۔ مجھے اسلام کی خاطر قربان کردو۔ جب تک یہ جذبہ نہ ہو۔ تب تک ہم کبھی ترقی نہیں کر سکتے۔ پس دنیا پر حقیقت اور سچائی کے قائم کرنے کے لئے ہر چیز کو قربان کردو ٭

دُعا

مَیں دُعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس بات کی توفیق دے۔ کہ ہم اس عظیم الشان کام کو اُٹھانے کیلئے کشادہ دلی اور وسیع حوصلہ کے لئے ہر وقت تیار رہیں۔ اور ہم ہر وقت آمادہ رہیں۔ گو ہم پر موت بھی آجائے ٭

ان عظیم الشان قربانیوں میں سے جو انسان بیعت کی غرض پوری کرنے کے لئے اختیار کرتا ہے۔ ایک مالی قربانی بھی ہے۔ اور اس زمانہ میں یہ قربانی ایسی ہے۔ کہ ہر شخص کچھ نہ کچھ کر سکتا ہے۔ اور اسی میں بڑی بڑی قربانیاں بھی ہو سکتی ہیں۔ اور پھر ہر جماعت مالی قربانی کرکے سلسلہ کے بہت سے کام سرانجام دے سکتی ہے۔ اصل قربانی تو دل کی قربانی ہے۔ اس کے بعد مال کی قربانی ہے۔ کہ جس طرح انسان جب دل سے قربان ہونے کے لئے تیار ہو جاتا ہے تو ہر میدان زندگی میں وہ جوہر دکھا سکتا ہے۔ اسی طرح تقریباً ہر کام میں وہ مالی قربانی کرکے بھی حصہ لے سکتا ہے۔ جلسہ سالانہ بھی جس میں بہت سے برکات و فیوض روحانی حاصل ہوتے ہیں۔ سرانجام پانے میں کچھ اخراجات چاہتا ہے۔ گو اُن فوائد کو مدِّنظر رکھتے ہوئے۔ یہ قربانی نہایت ہی خفیف اور ادنیٰ قربانی ہے۔ مگر پھر بھی کچھ نہ کچھ چندہ جلسہ سالانہ کے اخراجات کے لئے کرنا ضروری ہوتا ہے۔ پچھلی دفعہ ۲۲ ہزار روپیہ خرچ ہوا تھا۔ اس لئے اس سال ۲۵ ہزار کے لئے تحریک کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

عام شرح اس چندہ کی ۱۵ سے لیکر ۲۰ فیصدی ماہوار آمدنی کی ہے یعنی سو روپیہ ماہوار آمدنی کے ہوں تو ۲۰ یا ۱۵ روپیہ چندہ جلسہ سالانہ میں دیئے جائیں۔ چونکہ پچھلے سال کے اخراجات کو خیال کرتے ہوئے۔ اس سال اخراجات پچیس ہزار تک ہو جانے کا امکان ہے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ احباب زیادہ تر ۲۰ فیصدی ہی چندہ دیں۔ جو اسقدر نہ دے سکتے ہوں وہ کم شرح ۱۵ فیصدی کی اختیار کرلیں۔ چنانچہ جن جماعتوں کا تشخیص آمد کا فارم مکمل ہو آیا ہے اُن کے فارموں کے مطابق اُن کی رقم خود یہاں سے معین کرکے بھیجدی جائے گی۔ باقی جو دوست علیحدہ ہیں۔ جن کی آمد کی تشخیص نہیں ہوئی وہ اپنی ایک ماہ کی آمد پر ۲۰ فیصدی چندہ مقرر کرکے ادا کردیں۔ جسقدر جلد ممکن ہو چندہ ادا کردیا جائے۔ مگر اس لحاظ سے کہ زیادہ بار نہ ہو یہ اجازت دی گئی ہے۔ کہ یہ چندہ دو یا تین برابر قسطوں میں ادا کیا جا سکتا ہے۔

جلسہ سالانہ کے اخراجات کیلئے نقد روپیہ کی تحریک کیجاتی ہے۔ کیونکہ اجناس جو یہاں خرید کیجاتی ہیں وہ بالعموم دیکھا گیا ہے۔ کہ اگر باہر سے سستی بھی منگوائی جائیں تو بھی دقتوں کے علاوہ گراں ہی پڑتی ہیں۔ اسلئے بہترین صورت اس چندہ کی یہی سمجھی گئی ہے کہ چندہ نقدی کی صورت میں لیا جائے۔ جو دوست نقدی کے بجائے اجناس چندہ میں دیتے ہیں۔ وہ اپنی اپنی جگہوں پر وہ اجناس فروخت کرکے قیمت بھیجدیں۔ مثلاً جلسہ کے موقعہ پر بعض جماعتیں گھی جمع کرکے بھیجا کرتی تھیں اب وہ اگر چاہیں تو گھی جمع کریں مگر بجائے گھی یہاں لانیکے وہیں فروخت کرکے قیمت یہاں بھیجدیں لیکن

ایک نئی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ اگر کوئی دوست باوجود اپنا چندہ شرح کے مطابق نقدی کی صورت میں دیدینے کے کوئی جنس دینا چاہتے ہیں وہ جنس یہاں ضرور بھیجدیں کیونکہ ایسی جنس یہاں قیمت پر نہیں لیجائیگی۔ اور بہرحال اخراجات جلسہ سالانہ میں کام آئیگی اور اُسی قدر اُس سے خرچ میں مدد ملیگی پس یاد رکھنا چاہئے کہ جلسہ سالانہ کے چندہ میں اپنی اپنی آمد کے مطابق نقد چندہ دینا ہر احمدی کا فرض ہے لیکن اگر کوئی دوست مزید ثواب و برکات حاصل کرنیکے لئے کوئی اجناس مہیا فرمائیں تو یہ منع نہیں ہے۔ البتہ یہ نہیں ہو سکیگا کہ ایسی اجناس کی قیمت اُنکے چندہ میں شمار ہوگی۔

تحریک اجناس لیکن باوجود اس بات کے کہ اجناس نقد چندہ کے بجائے نہیں لیجائینگی پھر بھی مناسب ہے کہ جن دوستوں کے پاس وافر مقدار میں کوئی ایسی چیز ہو کہ وہ جلسہ سالانہ کے کام لگ سکے تو وہ ضرور دینی چاہیئے۔ مثلاً بعض دوستوں کے ہاں بکریاں دُنبے یا گائے وغیرہ ہیں جو وہ بغیر اسکے کہ نقد چندہ کے بجائیں دے سکتے ہیں۔ یا بعض صاحبان کے پاس چاول ماش یا چنے کی دال یا شلجم آلو یا پیاز لہسن ادرک اسقدر ہے کہ اگر وہ تھوڑی مقدار میں جلسہ کے لئے دیدیں تو ان پر کوئی بار نہیں پڑتا بعض دوست دسترخوانوں کیلئے کپڑا یا روشنی کیلئے چمنیاں دیا سلائی کے بکس لکھنے کیلئے کاغذ رب روشنائی یا کیکر کچھ گڈے یا جلانے کیلئے بالن (ایندھن) دے سکتے ہیں تو انہیں ضرور دینا چاہیئے کہ اس طرح انہیں کسب خیر کے ہر پہلو میں کوشش کرنیکی عادت پیدا ہوتی ہے نہ معلوم اللہ تعالیٰ اُن کی کس بات سے خوش ہو جاتا ہے۔ اور بیڑا اُن کا پار کر دیتا ہے پس چیزیں بھی کچھ نہ کچھ لانی چاہئیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لنگر کیلئے یہ تحفے ہیں اور تحفے تحائف کا لانا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام کو پورا کرنا ہے ٭

جس طرح جلسہ سالانہ پر دوست اپنے مستعمل پارچات لاتے ہیں۔ اور بعض نئے پارچات بھی لے آتے ہیں۔ اور بعض اسی بات کو پورا کرنے کیلئے اگر وہ لا نہ سکیں تو بڑی بڑی رقم نقد دیکر جاتے ہیں۔ تو ایسے پارچات کے دینے سے یہاں نقد روپیہ نہیں آتا مگر غرباء کے کام آتے ہیں اور بہت سے دُکھی دلوں کی دُعائیں بھیجنے والوں کو پہنچتی ہیں اور اُن کو

(عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا)

146

خریداران الفضل جن کو وی پی جائیگی

ہر ایک خریدار الفضل اپنا نام دیکھ کر چندہ پیشگی بذریعہ منی آرڈر بھجوادے - ورنہ ۲۰ ستمبر کا الفضل وی پی وصول فرمانا ہوگا۔ (مینیجر)

نمبر خریداری	نام
۱۸۱	منشی غلام حیدر صاحب
۲۰۱	میاں غلام رسول صاحب
۲۷۷	ایم محمد امیر صاحب
۶۴۹	مولوی محمد الدین صاحب
۷۹۳	مولوی عمر الدین صاحب
۸۷۰	مولوی نیاز محمد صاحب
۸۷۳	مستری مہر اللہ صاحب
۹۳۵	منشی صدر الدین صاحب
۱۰۵۳	منشی محمد نذیر صاحب
۱۰۷۴	منشی سلطان عالم صاحب
۱۵۱۴	منشی محمد حسین صاحب
۱۵۴۰	حیات محمد صاحب
۱۶۱۹	مولوی الیاس الدین صاحب
۱۶۷۸	خالصا مولوی غلام محمد صاحب
۲۰۱۲	حافظ جلیل احمد صاحب
۲۰۸۶	ایم محمد عظیم صاحب
۲۲۰۶	امیر حسن شاہ صاحب
۲۳۸۸	نبی بخش صاحب
۲۵۵۶	محمد یوسف صاحب
۲۷۱۸	خانزادہ محمد دلاور خان صاحب
۲۷۵۵	ڈاکٹر برکت اللہ صاحب
۳۱۷۰	غلام حسین صاحب
۳۳۹۲	مستری عبد الرزاق صاحب
۳۴۰۲	عبد العزیز صاحب
۳۴۷۳	ہدایت اللہ صاحب
۳۶۳۸	منشی احمد الدین صاحب
۳۷۴۸	شیخ بدر الدین صاحب
۴۰۲۲	چوہدری جلال الدین صاحب
۴۲۷۹	محمد شفیع صاحب
۴۳۳۷	غلام قادر صاحب
۴۳۹۷	چوہدری خیر الدین صاحب
۴۴۳۳	مسٹر کریم بخش صاحب

نمبر خریداری	نام
۴۵۰۴	منشی محمد عبد اللہ صاحب
۴۵۳۰	خدا بخش صاحب
۴۶۲۴	مرزا محمد علی صاحب
۴۶۳۶	غلام محمد صاحب
۴۹۲۵	ایم عبد الرحیم صاحب
۴۹۶۰	ہمشیرہ صاحبہ ولی محمد صاحب
۵۲۳۷	میاں احمد دین صاحب
۵۳۱۴	خلیل شاہ صاحب
۵۳۲۹	سعد الدین صاحب
۵۵۰۵	فضل الدین صاحب
۵۵۹۶	رحمت اللہ صاحب
۵۶۱۶	سید کریم بخش صاحب
۵۶۴۹	منشی اللہ دتہ صاحب
۵۶۸۲	عبد الشکور صاحب
۵۷۳۸	بابو برکت اللہ صاحب
۵۸۷۴	ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب
۵۹۱۲	بابو عبد القدوس صاحب
۶۰۹۱	محمد شریف صاحب
۶۱۳۸	سید منظور حسین صاحب
۶۱۸۶	سید جمعدار محمد خان صاحب
۶۲۱۱	عبد القیوم صاحب
۶۴۸۲	محمد یوسف علی صاحب
۶۶۱۱	غلام قادر صاحب
۶۷۳۶	چوہدری خدا بخش صاحب
۶۷۶۷	بابو احمد اللہ خان صاحب
۶۸۵۲	عبد الحلیم صاحب
۶۹۲۰	ملک بہادر خان صاحب
۶۹۳۱	حشمت علی صاحب
۶۹۳۴	دوست محمد صاحب
۶۹۲۵	مرزا عطاء اللہ صاحب
۶۹۳۲	پیر عبد الرحمن صاحب
۷۰۰۹	سید کشفی شاہ صاحب

نمبر خریداری	نام
۷۱۸۶	مستری فیض احمد صاحب
۷۱۸۸	بابو عبد العزیز صاحب
۷۲۰۴	چوہدری اللہ داد خان صاحب
۷۲۵۳	بابو محمد خورشید صاحب
۷۴۱۳	شیخ عبد الحلیم صاحب
۷۴۶۱	بابو عبد الغنی صاحب
۷۵۲۷	چوہدری عنایت اللہ صاحب
۷۶۸۸	سید بہاول شاہ صاحب
۷۷۸۲	شیخ عبد الرحمن صاحب
۷۷۸۳	نور حسین صاحب
۷۷۸۴	امام الدین صاحب
۷۷۸۶	شیخ حسن صاحب
۷۷۹۹	چوہدری غلام رسول صاحب
۷۸۱۳	محمد عظیم صاحب
۷۹۱۳	ڈاکٹر سید اقبال حسین صاحب
۷۹۲۳	بدیع الزمان خان صاحب
۷۹۲۸	سید سعید احمد صاحب
۷۹۴۲	اہلیہ شیخ حامد علی صاحب
۷۹۴۴	محمد زمان خان صاحب
۷۹۴۶	محمد اکرم صاحب
۷۹۵۶	دوست محمد صاحب
۷۹۶۲	ڈاکٹر چوہدری محمد انور صاحب
۸۰۳۶	نصیر احمد صاحب
۸۰۴۹	محمد ابراہیم صاحب
۸۰۷۵	رشید احمد صاحب
۸۱۵۶	شیخ غلام رسول صاحب
۸۱۷۶	عبد الرحیم صاحب
۸۱۹۹	خانزادہ امیر اللہ خان صاحب
۸۳۰۳	غلام نبی صاحب
۸۳۱۶	چوہدری عصمت اللہ صاحب
۸۳۱۹	خواجہ محمد شفیع صاحب
۸۳۴۵	میاں غلام محمد صاحب
۸۳۶۸	محمد شفیع صاحب
۸۴۳۱	شیخ محمد مبارک اسمٰعیل صاحب
۸۴۵۵	ایس محمد امین صاحب
	فضل کریم صاحب
۸۵۰۷	ماسٹر محمد فضل الٰہی صاحب
۸۵۱۶	دانشمند صاحب
۸۵۲۸	اہلیہ محمد محمود خان صاحب

نمبر خریداری	نام
۸۵۳۴	مسعودہ خاتون صاحبہ
۸۵۶۱	خیر الدین صاحب
۸۶۱۷	مسٹر رفیع الزمان صاحب
۸۶۲۱	محمد علی صاحب
۸۶۲۹	سکے عبد اللہ صاحب
۸۶۳۱	مرزا محمد صدیق صاحب
۸۶۳۵	خواجہ نظام الدین صاحب
۸۶۴۷	قادر بخش صاحب
۸۶۵۵	ایم بشیر احمد صاحب
۸۶۶۱	جماعت احمدیہ چک الیرچ
۸۶۸۱	راجہ محمد افضل خان صاحب
۸۶۸۳	بشیر احمد شاہ صاحب
۸۷۲۰	بابو محمد منیر صاحب
۸۷۴۳	عبد الغفور صاحب
۸۷۴۸	امیر عالم محمد عمر صاحب
۸۷۵۳	چوہدری احمد دین صاحب
۸۷۵۵	کریم بخش صاحب
۸۷۷۷	محمد سعید خان صاحب
۸۷۸۲	ضیاء الحق خان صاحب
۸۷۸۹	میاں محمد یوسف صاحب
۸۷۹۴	محمد عبد الرزاق صاحب
۸۸۱۹	دی اسلامیہ لائبریری
۸۸۷۲	عبد المجید خان صاحب
۸۸۹۴	ایم عبد العزیز صاحب
۸۹۱۱	بابو عبد الواحد صاحب
۸۹۱۶	عین علی شاہ صاحب
۸۹۴۳	ایم اے سلام صاحب
۸۹۶۸	راجہ عبد الرحمن صاحب
۸۹۷۴	سلطان رحمۃ اللہ خان صاحب
۹۰۱۷	حوالدار مظفر خان صاحب
۹۰۳۵	اہلیہ عبد الرحمن صاحب
۹۰۴۸	غلام محی الدین صاحب
۹۰۸۵	مفتی محمد منظور صاحب
۹۰۸۹	شیخ سبحان علی صاحب
۹۱۰۶	ملک تاج الدین صاحب
۹۱۰۸	فیروز محمد صاحب
۹۱۱۴	منشی محمد حسین صاحب
۹۱۲۴	بابو عنایت الٰہی صاحب
۹۱۲۶	محمد شجاعت علی صاحب
۹۱۸۲	شیخ انعام اللہ صاحب

نمبر خریداری	نام
۹۱۸۳	چوہدری عنایت اللہ صاحب
۹۱۹۸	اللہ بخش صاحب
۹۲۰۲	سردار فیض اللہ خان صاحب
۹۲۲۳	فتح محمد صاحب
۹۲۲۶	حاجی محمد صاحب
۹۲۳۳	حکیم عبد الرحمن صاحب
۹۲۳۴	چوہدری پیر محمد صاحب
۹۲۳۷	حاجی بلاول صاحب
۹۲۷۲	سکرٹری دیندار
۹۲۹۱	بابو فضل الٰہی صاحب
۹۲۹۷	ڈاکٹر محبوب الرحمن صاحب
۹۳۱۱	محمد عالم صاحب
۹۳۱۲	غلام نبی صاحب
۹۳۱۵	ملک غلام محمد صاحب
۹۳۴۰	محمد شاہ نصیر صاحب
۹۳۵۱	چوہدری شکر الٰہی صاحب
۹۳۷۰	محمد طفیل صاحب
۹۳۷۵	عبد الحکیم صاحب
۹۴۴۹	حاجی اللہ بخش صاحب
۹۴۵۴	ظہور حسین شاہ صاحب
۹۴۵۷	محمد بشیر الدین صاحب
۹۴۵۸	مولوی فتح علی صاحب
۹۴۵۹	محمد عیسیٰ صاحب
۹۴۶۰	بشیر احمد صاحب
۹۴۶۲	دوست محمد خان صاحب
۹۴۶۷	چوہدری محمد الدین صاحب
۹۴۶۸	غلام مرتضیٰ صاحب
۹۴۶۹	امیر الدین صاحب
۹۴۸۲	خواجہ محمد شریف صاحب
۹۴۸۴	خان بہادر منہاج الدین صاحب
۹۵۲۸	ملک نبی محمد صاحب
۹۵۴۸	حاجی اے کے احمدی
۹۵۵۶	مولوی عبد اللطیف صاحب
۹۵۷۱	چراغ الدین صاحب
۹۵۸۲	محمد نثار احمد صاحب
۹۵۸۹	ملک صفدر علی صاحبہ
۹۵۹۱	محمد نثار اللہ خان صاحب
۹۵۹۳	مولوی محمد فضل صاحب
۹۶۰۶	محمد عبد اللہ سراج دین

نمبر خریداری	نام
۹۶۲۸	منشی محمد ابراہیم صاحب
۹۶۳۲	محمد یعقوب صاحب
۹۶۶۹	میاں اللہ رکھا صاحب
۹۶۸۲	سید محمد شاہ صاحب
۹۶۸۵	بی بی عبد القادر صاحب
۹۶۸۸	مسٹر محمد نواز خان صاحب
۹۶۹۳	چوہدری مبارک احمد صاحب
۹۶۹۵	چوہدری اللہ دتہ صاحب
۹۶۹۶	شیخ اللہ بخش صاحب
۹۶۹۸	منشی برکت اللہ صاحب
۹۷۰۱	حکیم محمد عبد اللہ صاحب
۹۷۰۲	مستری غلام محمد صاحب
۹۷۰۵	محمد شریف خان صاحب
۹۷۰۹	دی مسلم بارک
۹۷۱۱	اے ایم ملک صاحب
۹۷۱۲	مستری محمد شفیع صاحب
۹۷۱۳	عبد المجید صاحب
۹۷۱۶	چوہدری غلام محی الدین صاحب
۹۷۱۷	عبد الرحمن صاحب
۹۷۲۵	چوہدری منگے خان صاحب
۹۷۳۰	عبد الکریم صاحب
۹۷۶۶	شیخ عبد القادر صاحب
۹۷۸۳	ماسٹر احمد الدین صاحب
۹۷۸۹	غلام محی الدین صاحب
۹۷۹۳	مرزا فضل الٰہی صاحب
۹۸۰۸	پریذیڈنٹ صاحب
۹۸۱۹	چوہدری رحمت خان صاحب
۹۸۲۸	منشی صدر الدین صاحب
۹۸۳۵	مولوی مسیح الدین صاحب
۹۸۳۶	صوبے خان صاحب
۹۸۳۷	عبد المالک صاحب
۹۸۴۱	چوہدری نادر علی صاحب
۹۸۴۴	منشی عبد السمیع صاحب
۹۸۴۶	غلام نبی صاحب
۹۸۴۷	حکیم محمد عبد اللہ صاحب
۹۸۴۸	جناب نور محمد صاحب ڈاکٹر
۹۸۵۰	چوہدری عبد الرشید صاحب
۹۸۵۳	منشی رحمت خان صاحب
۹۸۵۶	رشید احمد خان صاحب

۹۸۵۹ شیخ سلطان علی صاحب ۔ ۹۸۶۲ راجہ محمود احمد خان صاحب ۔ ۹۸۶۳ عبد الواحد صاحب ۹۸۶۷ سید عنایت حسین صاحب ۹۸۷۰ عبد الرحیم خان صاحب ۹۸۸۸ اے ایم نصیر صاحب ۹۹۰۰ قاضی عبد الحق صاحب ۹۹۱۶ محمد عبد الرحمن صاحب

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

گاندھی جی کے متعلق پونہ سے ۲۰ر اگست کی اطلاع ہے کہ انہیں یرودا جیل سے نکال کر سول ہسپتال پونہ میں پہنچا دیا گیا ہے۔ جہاں جیل کے مقابلہ میں زیادہ بہتر علاج اور غور و پرداخت کے سامان مہیا ہیں۔

سول سرجن پونہ نے ۲۰ر اگست کو سپرنٹنڈنٹ جیل کی معیت میں گاندھی جی کی صحت کا جائزہ لیا۔ اور معلوم ہوا۔ کہ ان کا وزن ڈیڑھ پونڈ اور گھٹ گیا ہے۔ موجودہ وزن ۹۵ پونڈ ہے۔ جس میں ۲۱ر اگست کو ایک پونڈ اور کمی ہو گئی

پونہ میں یقینی طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ گاندھی جی اچھوتوں کے کام کے لئے حکومت کی پیش کردہ سہولتوں کو مسترد کر دینے کے متعلق اپنے فیصلہ پر نظر ثانی نہیں کرینگے اور نہ ہی اس شرط پر رہائی کو منظور کرینگے۔ کہ وہ سول نافرمانی کی سرگرمیوں سے محترز رہیں۔ جیل کے اندر انہیں آلات کے ذریعہ یا جبراً غذا دینے کا کوئی انتظام نہیں۔ اور نہ حکومت ایسا کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ غیر اغلب نہیں۔ کہ جب حکومت گاندھی جی کی حالت نازک پائے تو انہیں رہا کر دے۔

آنریبل ملک فیروز خاں نون وزیر تعلیم حکومت پنجاب ۱۶ر اگست کو کورو کھشتر کے میلہ پر تشریف لے گئے۔ جہاں انہوں نے جنرل ہسپتال کیمپ کا معائنہ کیا۔ اس کے بعد لوائے سکاؤٹ کے کیمپ میں گئے۔ جہاں اڑہائی ہزار کے قریب سکاؤٹ موجود تھے۔ آپ نے مسلم سکھ اور عیسائی لڑکوں کا شکریہ ادا کیا۔ جو ہندو قوم کی خدمت کے لئے دور دراز علاقوں سے وہاں جمع ہوئے تھے۔ وزیر موصوف نے ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے فرمایا۔ تمام دانشمند لوگ آپ کی خدمات کا اعتراف کرینگے۔

سری نگر میں ۱۵ر اگست کو تمام فرقوں کا ایک عظیم الشان اجتماع ہوا۔ جس میں شیخ محمد عبداللہ صاحب کی خدمت میں کشمیر کے مسلمانوں ہندوؤں سکھوں اور عیسائیوں کی طرف سے ایک سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ لاہور کے بہت سے پروفیسروں نے ہندو مسلم اتحاد پر تقریریں کیں۔ اور ہندو مسلم اتحاد کا پھریرا لہرایا گیا۔

مدناپور سے ۱۹ر اگست کی اطلاع ہے کہ اس ضلع میں سیلاب نے جو تباہی پھیلائی ہے اس کے مصیبت زدگان کی امداد کے سلسلہ میں ۱۹ر اگست کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مدناپور کی صدارت میں ایک جلسہ عام منعقد ہوا۔ صاحب صدر نے سیلاب کی تباہ کاریوں پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔ کہ چار سو مربع میل رقبہ سیلاب زدہ ہے۔ تین سو مکانات منہدم ہو گئے ہیں اور دو سو مربع میل میں فصل کی بار آوری کی کوئی توقع نہیں۔

ملک معظم نے سر مائلز لیمپسن برطانی سفیر متعینہ پیکن کو مصر اور سوڈان میں برطانی ہائی کمشنر کا عہدہ ۱۶ر اگست کو تفویض کیا۔ آپ کے تعین پر یقین کیا جاتا ہے کہ انگلستان اور مصر کے باہمی تعلقات مزید خوشگوار ہو جائیں گے۔

ڈیرہ دون کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ ۱۹ر اگست کو راج پورہ سے تین میل کے فاصلہ پر پی۔ ڈبلیو۔ ڈی کے میگزین سے ڈائنامیٹ کے ایک سو چہتر ٹکڑے پچیس (۲۵) فلیتے اور چار سو بارود کی ٹوپیاں چوری ہو گئیں۔ میگزین مسوری موٹر روڈ سے دو سو گز کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ابھی تک کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔

سول کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ میجر ٹامسن پولیٹیکل ایجنٹ خیبر۔ کاشغر میں برطانی قونصل جنرل مقرر کئے گئے ہیں۔ آپ آئندہ ماہ کے آغاز میں اپنے عہدہ کا چارج لینے کے لئے پشاور سے روانہ ہو جائیں گے۔

عدن کے آئندہ نظم و نسق کے سلسلہ میں کراچی کے ایوان تجار اور مالکان جہازات نے حکومت بمبئی کے چیف سکرٹری کو ایک مراسلہ تحریر کیا ہے جس میں لکھا ہے۔ کہ آج عدن جس ترقی یافتہ صورت میں ہے وہ ہندوستانیوں کی سالہا سال کی کوششوں اور انہی کے سرمایہ کا رہین منت ہے۔ جس وقت عدن پر قبضہ ہوا تھا اس وقت اس کی آبادی بمشکل دس ہزار تھی اور اب پچاس ہزار کے قریب ہے اس کی خوشحالی ہندوستانیوں کی ہی پیدا کردہ ہے اس لئے عدن کا نظم و نسق حکومت ہند سے علیحدہ نہ کیا جائے۔ کیونکہ یہ امور عدن کو ہندوستان سے نکال کر ملک معظم کی حکومت کی طرف منتقل کئے جانے کے خلاف نہایت وزندار ہیں

مسٹر اینے قائم مقام صدر کانگرس جنہیں گذشتہ دنوں قوانین جنگلات کی خلاف ورزی کرنے کے الزام میں چھ ماہ قید کی سزا ہوئی تھی۔ اکولہ سے ناگ پور سنٹرل جیل میں تبدیل کر دئے گئے ہیں۔

دریائے جمنا میں زبردست طغیانی آجانے کی وجہ سے دہلی کے قریب ۱۴ مواضعات زیر آب ہو گئے ہیں

بمبئی سے ۱۹ر اگست کی خبر ہے کہ جاپان نے ہندوستانی روئی کے بائیکاٹ کرنے کا جو فیصلہ کیا تھا۔ اس کو وہ اب عملی صورت دے رہا ہے۔ چنانچہ حال ہی میں اس نے ایران سے روئی کے دو جہاز کراچی اور بمبئی کے راستہ منگوائے ہیں۔ دونوں جہازوں میں روئی کی ۱۹ سو گانٹھیں تھیں۔

نازی پولیس نے برلن کے ایک نواحی محلہ میں ایک خفیہ وائرلیس سٹیشن کا سراغ لگایا۔ جس سے ہٹلر گورنمنٹ کے خلاف کمیونسٹ پروپیگنڈا کیا جاتا تھا۔ اس سلسلہ میں پولیس نے دو کمیونسٹوں کو گرفتار کر لیا۔ پولیس کا بیان ہے کہ ان کی براڈکاسٹ تقریریں کمیونسٹوں کے بین الاقوامی گیت کے ساتھ ختم ہوا کرتی تھیں۔

سوویٹ گورنمنٹ نے مشہور اطالوی ہواباز جنرل نوبلز کو جس نے بذریعہ ہوائی جہاز قطب شمالی تک پہنچنے کی کوشش کی تھی۔ تین سال کے لئے اس غرض سے ملازم رکھا ہے کہ تا وہ روسی نوجوانوں کو ہوابازی کی تعلیم دے۔

مسز کستورابائی گاندھی کو ۲۱ر اگست یرودا کے زنانہ جیل سے غیر مشروط طور پر رہا کر دیا گیا۔ بمبئی کونسل میں ہوم ممبر نے بتایا کہ ان کی رہائی اس لئے عمل میں لائی گئی ہے تاکہ وہ گاندھی جی کی نگہداشت کر سکیں۔

مجلس وضع آئین بمبئی میں ۲۱ر اگست کو ہوم ممبر نے بہت سے سوالات کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ گاندھی جی کی صحت امید کے مطابق بالکل اچھی ہے۔ انہیں ہسپتال میں اس لئے بھیجا گیا ہے کہ وہاں ان کی نگہداشت اچھی ہو گی۔ آپ نے کہا کہ ہسپتال میں آپ کو جبراً خوراک نہیں دی جائے گی۔ یہ افواہ سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ ایک اور سوال کا جواب دیتے ہوئے ہوم ممبر نے بتایا کہ حکومت نے مسٹر متھرداس کو مطلع کر دیا ہے کہ اگر وہ پسند کریں تو گاندھی جی کے معائنہ کے لئے اپنے حسب منشا کسی ڈاکٹر کو لا سکتے ہیں۔

سردار سردول سنگھ کویشر قائم مقام صدر آل انڈیا کانگرس کمیٹی کو معہ چار دیگر والنٹیروں کے ۲۱ر اگست شام کے پانچ بجے لاہور کی پولیس نے انارکلی بازار میں بدیشی مال کی دکان پر پکٹنگ کرنے کے الزام میں گرفتار کر لیا۔ انہوں نے تمام بازار میں انقلاب زندہ باد۔ بدیشی مال بائیکاٹ اور مہاتما گاندھی کی جے کے نعرے بھی لگائے تھے۔ سردار صاحب نے گرفتاری کے وقت اعلان کیا کہ انڈین نیشنل کانگرس کے لئے اب مزید قائم مقام صدر کانگرس مقرر کرنے کی ضرورت نہیں۔ لہذا جیل جاتے وقت میں اپنی جگہ کسی کو قائم مقام صدر

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی